ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
17 تا 23 اگست 2006ء
www.tanzeem.org

اس شمارے میں

نصرٌ من اللہ و فتح قریب
جہاد سبیل اللہ کی پہلی منزل
وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا
صلیبی جنگ مصر میں
غم نہ کر
حزب اللہ کی فضائی قوت؟
تفہیم المسائل
دورۂ ترجمہ قرآن کی روداد
دعوتی و تربیتی سرگرمیاں
عالم اسلام

جشنِ آزادی اور ہم؟

☆ یہ بات اب کوئی راز نہیں رہی کہ نائن الیون کے ڈرامہ کی آڑ میں عالمی طاغوتی طاقتوں کا اُمت مسلمہ کے خلاف طبل جنگ بجا دینا دراصل پوری ملت اسلامیہ کے خلاف یہود و نصاریٰ کی نہایت گھناؤنی سازش کا حصہ ہے۔

☆ افغانستان اور عراق کے بے گناہ مسلمانوں کو خون میں نہلانے کے بعد اب لبنانی مسلمانوں کو ان کی مسلمانی کی سزا دی جا رہی ہے۔ وہاں معصوم مسلمان بچوں اور بے گناہ خواتین کی بے گور و کفن لاشیں سڑکوں پر گل سڑ رہی ہیں۔

☆ پاکستان کے سرحدی اور داخلی معاملات نہایت پریشان کن ہیں۔ ہم نے امریکہ کے غلام بن کر اپنے اسلامی تشخص کو داؤ پر لگا دیا ہے اور نتیجۃً بھارت کے مقابلے میں اتنے کمزور ہو چکے ہیں کہ ممبئی دھماکوں کو جواز بنا کر وہ پاکستان پر دانت تیز کر رہا ہے اور ہم معذرتیں پیش کرتے ہلکان ہو رہے ہیں۔

ان حالات میں

رقص و سرود اور راگ و رنگ کی محفلیں جما کر جشن آزادی منانا

کیا خطرات کو دیکھ کر شتر مرغ کی طرح ریت میں مُنہ چھپانے اور محمد شاہ رنگیلے کی طرح ''ہنوز دلی دور است'' کا نعرہ لگانے کے مترادف نہیں!

آئیے! یوم آزادی کے موقع پر ان تمام خرافات سے علیحدہ رہتے ہوئے' آزادی کی نعمت پر اللہ کا شکر بجالاتے ہوئے یہ عزم کریں کہ پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلام کا قلعہ بنائیں گے تا کہ اللہ کی مدد کے بل پر عالمی اسلام دشمن طاقتوں کو ان کے ظلم کا مُنہ توڑ جواب دے سکیں!!

تنظیم اسلامی
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور
فون: 6316638 www.tanzeem.org

14 اگست کے موقع پر قوم کو تذکیر کے حوالے سے تنظیم اسلامی کی جانب سے اخبارات کو امسال کیے جانے والے اشتہار کا عکس

الھدیٰ (243)

ڈاکٹراسراراحمد

سورۃ النساء

(آیات166تا170)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ
لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ ﴾

”لیکن اللہ نے جو (کتاب) تم پر نازل کی ہے اُس کی نسبت اللہ گواہی دیتا ہے کہ اُس نے اپنے علم سے نازل کی ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں۔ اور گواہ تو اللہ ہی کافی ہے۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا' وہ راستے سے بھٹک کر دُور جا پڑے۔ جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے اللہ اُن کو بخشنے والا نہیں اور نہ اُنہیں راستہ ہی دکھائے گا۔ ہاں دوزخ کا راستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے۔ اور یہ (بات) اللہ کو آسان ہے۔ لوگو! اللہ کے پیغمبر ﷺ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حق بات لے کر آئے ہیں تو (اُن پر) ایمان لاؤ۔ (یہی) تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر کفر کرو گے تو (جان رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ کی طرف نازل کیا ہے' وہ اس پر گواہ ہے' اور وہ اس نے اپنے علم سے نازل کیا اور فرشتے بھی اس پر گواہ ہیں۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ تنہا ہی گواہ ہونے کے اعتبار سے کافی ہے۔ اب محمد ﷺ کے آنے کے بعد بھی جو لوگ کفر پر اڑے اور رُکے رہے' اور دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکتے رہے' وہ تو پھر بہت دور کی گمراہی میں بھٹک گئے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے اور کفر و شرک پر اڑ گئے ہیں' اب اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہوگا کہ انہیں معاف کر دے۔ اللہ انہیں ہرگز بخشنے والا نہیں ہے' اور نہ ہی اُن کو کسی راستے کی ہدایت دے گا۔ سوائے ایک راستے کے اور وہ جہنم کا راستہ ہے (جس پر وہ بگٹٹ دوڑتے ہیں) اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے' اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

قرآن مجید میں ایک مقام پر فرمایا گیا: ”مایفعل اللہ بعذابکم“ اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا؟ لیکن اس سے یہ نہ سمجھیں کہ اللہ عذاب نہیں دے گا۔ بلاشبہ اللہ کو عذاب دے کر خوشی نہیں ہوگی' لیکن اُس کا ایک ضابطہ ہے' جس پر اس نے دنیا بنائی ہے۔ اس ضابطے پر وہ عمل کرے گا۔ اُس پر ذرا بھی بھاری نہیں کہ وہ اپنی سرکش اور نافرمان مخلوق کو عذاب دے۔ بعض ملنگ قسم کے صوفی یہ کہتے ہیں کہ اللہ بڑا رحیم ہے' وہ اپنی مخلوق کو جہنم میں نہیں جھونکے گا۔ جہنم کا تذکرہ تو صرف ڈرانے کے لیے ہے' جیسے ماں باپ اپنے بچوں کو ڈانٹ دیتے ہیں۔ ماں کہتی ہے میں تیرا قیمہ کر دوں گی' تو کیا کوئی ماں اپنے بچے کا قیمہ کر دیتی ہے۔ وہ تو صرف ڈرانے کے لیے کہتی ہے۔ لیکن یہ دلیل ہرگز صحیح نہیں۔ ماں کے لیے اپنے بچے کو بڑے سے بڑے قصور پر آگ میں ڈالنا آسان نہیں' مگر اللہ فرماتا ہے: ”کان ذلک علی اللہ یسیرا“ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ بہت آسان ہے۔

اے لوگو! تمہارے پاس رسول آچکا ہے حق کے ساتھ۔ اب تم یہ نہیں کہہ سکو گے کہ رسول نہیں آیا' ہمیں پتہ نہیں تھا' ہمیں بتایا نہیں گیا۔ نبی ﷺ کے آنے کے بعد یہ بہانہ ختم ہوگیا۔ اب تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ ایمان لے آؤ۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ اور اگر کفر پر اڑے رہو گے' تو تم اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ لو گے' اپنا ہی نقصان کرو گے' کیونکہ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے' وہ اللہ ہی کا ہے۔ وہ ہر شے کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ تو علیم بھی ہے اور حکیم بھی۔

فرمانِ نبویؐ

چودھری رحمت اللہ بٹر

موت اور افلاس میں خیر کا پہلو

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

((اِثْنَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ اٰدَمَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِّلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ وَقِلَّةُ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ)) (رواہ احمد)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”دو چیزیں ایسی ہیں جن کو آدمی ناپسند ہی کرتا ہے (حالانکہ ان میں اس کے لیے بڑی بہتری ہوتی ہے) ایک تو وہ موت کو پسند نہیں کرتا' حالانکہ موت اس کے لیے فتنہ سے بہتر ہے' اور دوسرے وہ مال کی کمی اور ناداری کو نہیں پسند کرتا' حالانکہ مال کی کمی آخرت کے حساب کو بہت مختصر اور ہلکا کرنے والی ہے۔“

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نصر من اللہ وفتح قریب

جنگ میں فتح یا شکست کا فیصلہ جارح کی حصولِ مقصد میں کامیابی یا ناکامی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اِس حوالہ سے دیکھا جائے تو اسرائیل اور حزب اللہ کے درمیان ہونے والی حالیہ جنگ میں اسرائیل بُری طرح ناکام رہا۔ اگرچہ ظاہری طور پر اسرائیل نے یہ لڑائی اپنے دو اغوا شدہ فوجیوں کی حزب اللہ سے بازیابی کے لیے لڑی تھی' لیکن اصل مقصد یہ تھا کہ حزب اللہ کی جنگی صلاحیت کو جس سے اسرائیل شدید طور پر خائف ہے، ختم کیا جائے اور لبنان میں داخل ہو کر اُسے اپنے ہاتھوں اور اپنی آنکھوں کے سامنے غیر مسلح کیا جائے' اور لبنان کی عوام پر واضح کر دیا جائے کہ اُن کے مصائب اور ان کی تباہی و بربادی کا سبب حزب اللہ کی موجودگی ہے۔ ایک ماہ کی خونریز جنگ کے بعد بھی اسرائیل نہ اپنے فوجی رہا کروا سکا' نہ حزب اللہ غیر مسلح ہوئی' اور نہ ہی اسے لبنانی عوام اور حزب اللہ میں کشیدگی پیدا کرنے میں کامیابی ہو سکی۔

پھر یہ کہ 1967ء اور 1973ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد جو یہ تاثر پیدا ہوا تھا کہ اسرائیل نہ صرف ناقابل تسخیر ہے بلکہ اُس کی فوج یا عوام کو کسی قسم کا گزند پہنچانا عربوں کے لیے ناممکن ہو چکا ہے۔ حزب اللہ نے شمالی اسرائیل خصوصاً حیفہ جیسے شہر پر راکٹوں کی بارش برسا کر یہ تاثر بھی زائل کر دیا۔ 1967ء اور 1973ء کی باقاعدہ جنگوں میں اتنے یہودی ہلاک نہیں ہوئے ہوں گے جتنے اِس ایک ماہ کی جنگ میں حزب اللہ نے ہلاک کیے ہیں۔ عربوں میں اسرائیل سے خوف میں کمی واقع ہوئی اور عرب حکمران اپنے عوام پر عیاں ہو گئے۔ البتہ یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہم لڑائی اور جنگ کو ہم معنی الفاظ کے طور پر استعمال کرتے ہیں جو درست نہیں۔ اِن دونوں الفاظ میں وہی فرق ہے جو انگریزی کے الفاظ battle اور war میں ہے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ 1948ء میں اسرائیل کے قیام کے ساتھ ہی عربوں اور اسرائیل کے درمیان شروع ہونے والی جنگ میں جتنی لڑائیاں ہوئیں' سب میں اسرائیل کامیاب ہوا۔ اُس کی سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ عرب ممالک اسرائیل کے وجود اور اُس کے زندہ رہنے کے حق کو تسلیم کر چکے ہیں۔ مصر اور اردن تو اُسے قانونی طور پر تسلیم کر چکے ہیں۔ باقی عرب ممالک نے اُسے تسلیم کرنے کا رسمی اعلان تو نہیں کیا لیکن اُن کا طرزِ عمل بھی ظاہر کرتا ہے کہ جغرافیائی حدود طے ہو جائیں تو وہ بھی اسرائیل کو تسلیم کر لیں گے۔ یہاں تک کہ سعودی عرب کے فرمانروا شاہ عبداللہ کہہ چکے ہیں کہ اگر اسرائیل 1967ء کی حدود میں واپس چلا جائے تو اُسے تسلیم کیا جا سکتا ہے' یعنی نظریاتی جنگ میں عرب مکمل شکست تسلیم کر چکے ہیں۔ ہماری رائے میں نظریاتی جنگ کا نتیجہ ہی حقیقی اور فیصلہ کن ہے۔ جب طاقت کی بنیاد پر آپ اسرائیل کے وجود کو تسلیم کر لیں گے تو پھر یہی طاقت اُس کے پھیلاؤ اور گریٹر اسرائیل کے قیام کی بنیاد بنے گی۔ لہٰذا حزب اللہ کے خلاف اُس کے عزائم کی ناکامی کو ایک محاذ پر اُس کی پسپائی تو قرار دیا جا سکتا ہے' مگر جنگ میں اُس کو شکست خوردہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ملکوں کی جغرافیائی حدود ابدی نہیں ہوتیں' ماضی میں بھی طاقت کی بنیاد پر اُن میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ عرب ممالک ایک ایسے ملک کا مقابلہ کیسے کریں جو خود ایٹمی قوت رکھتا ہے' اور واحد سپر عالمی قوت اس کی پشت پر ہے' بلکہ اس کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑی ہے۔ ہمارے نزدیک اس کا حل یہ ہے کہ عسکری لحاظ سے کمزور ہونے کے باوجود روزِ اوّل سے اِس نظریہ پر قائم رہا جاتا کہ اسرائیل علاقے کا ناسور ہے اور اس کا خاتمہ اٹل ہے۔ عرب ممالک میں بادشاہت اور آمریت کا خاتمہ کر کے اسلام کا عادلانہ نظام قائم کیا جاتا اور قرآنِ مجید کے حکم کے مطابق اپنے گھوڑے جنگ کے لیے تیار کیے جاتے۔ عرب کی زمین جو سیال سونا اُگل رہی ہے' اُسے جنگی قوت بڑھانے کے لیے استعمال کیا جاتا۔ محلات اور آسمان سے باتیں کرنے والی عمارتوں کی (باقی صفحہ 8 پر)

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

جلد 15
17 تا 23 اگست 2006ء
21 تا 27 رجب المرجب 1427ھ
شمارہ 30

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بتیسویں غزل

(بالِ جبریل' حصّہ دوم)

اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ! ٹوٹا ہے ایشیا میں سحرِ فرنگیانہ!
تعمیرِ آشیاں سے میں نے یہ راز پایا اہلِ نوا کے حق میں بجلی ہے آشیانہ!
یہ بندگی خدائی' وہ بندگی گدائی یا بندۂ خدا بن' یا بندۂ زمانہ!
غافل نہ ہو خودی سے' کر اپنی پاسبانی شاید کسی حَرم کا تو بھی ہے آستانہ!
اے لَآ اِلٰہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں گفتارِ دلبرانہ' کردارِ قاہرانہ!
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے! کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ!
رازِ حرم سے شاید اقبالؔ باخبر ہے ہیں اس کی گفتگو کے انداز محرمانہ!

1۔ مطلع میں اقبال اپنے عہد کی عالمی صورتِ حال کا جائزہ لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یورپ کی نئی ایجادات اور عسکری قوت کے باوجود آج تمام ایشیائی ممالک میں اس کے خلاف مزاحمتی تحریکوں کا زور شور سے جاری ہونا' جہاں اِن ممالک کے لوگوں کی بیداری کی دلیل ہے' وہاں یورپی استعمار کی عملاً ناکامی کو یا تو زمانے کی گردش کہا جا سکتا ہے یا پھر معجزے سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

2۔ جو لوگ اِس دنیا میں اپنی آواز بلند کر سکتے ہیں' یعنی اپنے خیالات کا برملا اظہار کرنا چاہتے ہیں' اُن کے لیے آشیانہ بنانا یعنی راحت و آسائش کے اسباب جمع کرنا' قرینِ مصلحت نہیں ہے' کیونکہ جب ایک شخص اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ ساری دنیا اُن سے اتفاق کرے۔ ضرور کچھ لوگ اختلاف بھی کریں گے' اور اختلاف رائے سے مخالفت ہونا قدرتی امر ہے' اس لیے مخالفین ہمیشہ نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی نہ کبھی اُن کو اس کوشش میں کامیابی بھی ہو جاتی ہے۔

3۔ جو شخص اللہ کی بندگی کرتا ہے' وہ دنیا میں خدائی یعنی حکومت کرتا ہے۔ قانونِ قدرت یہی ہے کہ اللہ اپنے بندے کو ذلیل نہیں کرتا اور جو شخص دنیا والوں کی بندگی کرتا ہے' وہ ہمیشہ دوسروں کی غلامی میں گرفتار رہتا ہے۔ انسانوں کی بندگی کے معنی ہی اُن کی غلامی کے ہیں۔

4۔ اے مخاطب! اگر تُو احکامِ الٰہی کی کامل اطاعت کی بدولت اپنی خودی کو مستحکم کر لے تو تیرے اندر شانِ فقر پیدا ہو جائے گی' اور جس شخص میں فقر کی شان پیدا ہو جاتی ہے' دنیا کے لوگ اُس کی چوکھٹ کو چُومنا اپنے لیے باعثِ فخر اور موجبِ سعادت سمجھتے ہیں۔

5۔ اے مسلمان! افسوس کہ تیری شخصیت غیر اسلامی ہو چکی ہے' اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ تیری گفتگو میں غیروں کے لیے کوئی دلکشی باقی نہیں رہی' اور تیرے اعمال دنیا میں دوسروں پر غلبہ عطا نہیں کر سکتے۔ یہاں ''گفتار'' سے اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور ''کردار'' سے جہاد فی سبیل اللہ مراد ہے۔ اور جو شخص **لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ** کا قائل ہو' اُس کے لیے تبلیغ اور جہاد' یہ دونوں باتیں اشد ضروری ہیں' ورنہ اس کے مسلمان ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ اقبال نے ایک دوسرے شعر میں اس حقیقت کو یُوں بیان کیا ہے:

پیر حرم کو دیکھا ہے میں نے
کردار بے سوز' گفتار واہی

6۔ اے مسلمان! ایک زمانہ وہ بھی تھا جب دنیا کے لوگ تجھ سے خوف کھاتے تھے' لیکن اب یہ حالت ہے کہ تُو خود دوسروں سے ڈرتا رہتا ہے' اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تیرے اندر شانِ فقر موجود نہیں ہے۔

7۔ اقبال کہتے ہیں کہ میں اسلام کی حقیقت سے واقف ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میری شاعری کا انداز محرمانہ ہے۔ یعنی میں اپنے کلام میں اسلام کے حقائق و معارف پیش کرتا ہوں۔

منبر و محراب

جہاد فی سبیل اللہ کی پہلی منزل

دین پر عمل پیرا ہونے کی جدوجہد

مسجد جامع القرآن' قرآن اکیڈمی' لاہور میں بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ العالی کے خطبۂ جمعہ کی تلخیص

(آیات قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد)

حضرات: آج مجھے جس موضوع پر گفتگو کرنا ہے وہ ہے: ''جہاد فی سبیل اللہ کی پہلی منزل: اسلامی نظریہ پر عمل پیرا ہونے کی جدوجہد''۔ جیسا کہ گزشتہ خطابات میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کی تین منزلیں ہیں اور اُن میں سب سے پہلی یہ ہے کہ ایک مسلمان خود اسلام پر کاربند ہونے کی کوشش کرے' اسلامی تعلیمات کو اپنائے' اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے۔ اگر وہ واقعتاً اسلامی نظریہ کی حقانیت پر ایمان رکھتا ہے' تو یہ اِس کا بنیادی تقاضا ہے۔ اگر وہ یہ تقاضا پورا نہیں کرتا' اور اپنے آپ کو مجاہد فی سبیل اللہ شمار کرتا ہے تو حقیقت میں اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے۔ یہ بات کس قدر عجیب ہوگی کہ ایک شخص اسلامی نظریہ کو پھیلائے' اُسے لوگوں تک پہنچائے' اُس کے غلبے کے لئے کوشاں ہو' مگر خود اُس کی ذات اِس سے کوسوں دور ہو۔

بلاشبہ اپنے آپ کو احکامِ شریعت کا پابند بنانے کے لیے بھی جہاد کی ضرورت ہے۔ خود مسلمان ہونے' خود اللہ کی اطاعت پر کاربند رہنے' شریعت کو اپنے اوپر نافذ کرنے' اپنے وجود پر اللہ کا حکم قائم کرنے' خود اپنی ذات پر خلافت کا نظام قائم کرنے کے لیے جہاد کرنا جہاد فی سبیل اللہ کی اوّلین منزل ہے۔

واضح رہے کہ اوّلین ہونے کے ناطے یہ اہم ترین بھی ہے۔ اس لیے کہ اس پہلی منزل پر دوسری منزل تعمیر ہوگی' جو بلندتر ہوگی' اس کے اوپر تیسری منزل اس سے بھی بلندتر ہوگی۔ لیکن اہم ترین پہلی منزل ہے' کیونکہ پہلی منزل وجود میں آئے گی تو اس پر دوسری منزل بنے گی اور دوسری منزل موجود ہوگی تو تیسری بنے گی۔ اوپر کی دو منزلوں کی پختگی اور مضبوطی کا دارومدار بالکلیہ پہلی منزل پر ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کی اوّلین منزل یعنی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شریعت کے اوامر و نواہی کا پابند بنانے کے لیے بندۂ مومن کو تین جہاد کرنے پڑیں گے۔ اُن میں پہلا جہاد نفس کے خلاف ہے۔

جہاد مع النفس

سب سے پہلے اپنے نفس امارہ کے خلاف جہاد ضروری ہے۔ نفس پر اللہ کی اطاعت گراں ہے۔ اُسے اطاعت الٰہی پر کاربند کرنے کے لیے سخت محنت اور جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ محنت اور جدوجہد جہاد مع النفس کہلاتی ہے۔

انسان میں حیوانی تقاضے (Animal Instincts) بھی موجود ہیں جو بہت زوردار ہیں۔ مثال کے طور پر زندہ رہنے کا تقاضا بہت شدید ہے۔ زندہ رہنے کے لیے اسے کھانے پینے کو بھی چاہیے' اسے رزق اور تسکین چاہیے۔ پھر صرف یہ نہیں کہ وہ ضرورت کی حد تک ہو' بلکہ اس میں کچھ لذات بھی ہوں۔ اللہ نے taste buds پیدا کیے ہوئے ہیں۔ پھر یہ کہ اپنی نسل کی بقاء کے لیے اس کے اندر ایک جنسی جذبہ موجود ہے۔ فرائڈ کے نزدیک تو یہ انسان کے اندر سب سے قوی جذبہ ہے اور انسانی محرکاتِ عمل میں یہ جذبہ سب سے زیادہ طاقتور ہے۔ انسان کے خاکی وجود میں جو حیوانی داعیات موجود ہیں وہ تو اپنی تسکین چاہتے ہیں۔ انہیں حلال و حرام سے کوئی غرض نہیں۔

> جس چیز کو جہاد کہا جائے گا وہ یہ ہے کہ ؏
> ''زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ ستیز!'' یعنی اگر
> زمانہ تمہارے ساتھ موافقت نہیں کر رہا ہے تو
> تم زمانے سے جنگ کرو' اس کے خلاف لڑو'

چنانچہ پیٹ بھرا ہونا چاہیے۔ زبان کو چٹخارہ چاہیے۔ جنسی جذبہ بھی اپنی تسکین چاہتا ہے۔ یہ تمام instincts اندھے بہرے ہیں۔ انہیں جائز و ناجائز اور حلال و حرام سے کوئی بحث نہیں۔ یہ گویا کہ انسان پر دباؤ ڈالتے اور اسے مجبور کرتے ہیں۔ سورۂ یوسف کی آیت 53 میں اس کی تعبیر یوں کی گئی ہے: ﴿اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ﴾ ''نفس تو بدی پر اکساتا ہی ہے۔'' یعنی ہمارے اندر کا حیوان جو تمام حیوانی تقاضے رکھتا ہے' انسان کو برائی کی طرف کھینچتا ہے۔ گویا۔

''ایماں مجھے روکے ہے تو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ مرے پیچھے ہے کلیسا مرے آگے!''

کے مصداق انسان کو اس کی روح نیکی کی طرف کھینچ رہی ہے اور دوسری طرف اس کا نفس اسے برائی کی طرف کھینچ رہا ہے۔

چنانچہ ہمارے اندرونی میدانِ جنگ میں کشاکش خیر و شر برپا ہے' جس کے دو فریق ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف زور آزمائی کر رہے ہیں۔ نفس انسانی کے لیے مولانا روم نے اس شعر میں بہترین تعبیر کی ہے۔

نفس ما ہم کم تر از فرعون نیست
لیک او را عون ایں را عون نیست!

یعنی یہ میرا نفس بھی فرعون سے کم نہیں ہے۔ اس لیے کہ جیسے فرعون نے کہا تھا کہ

﴿اَلَیْسَ لِیْ مُلْکُ مِصْرَ وَھٰذِہِ الْاَنْھٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ج﴾ (الزخرف:151)

''کیا مصر کی حکومت میری نہیں ہے؟ اور یہ سارا آبپاشی کا نظام میرے کنٹرول میں نہیں ہے؟''

میں جس کا پانی چاہوں جاری رکھوں اور جس کا چاہوں بند کر دوں' یہ میرے اختیار میں ہے۔ اسی طرح یہ نفس کہتا ہے کہ یہ وجود میرا ہے' اس پر میرا حکم چلے گا۔ مجھے اس سے غرض نہیں کون خدا ہے' کیا اس کا حکم ہے۔ مجھے اس کی پروا نہیں ہے کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے؟ کیا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے' میری خواہشات' میرے جذبات اور میری شہوات کی تسکین ہونی چاہیے۔ فرق صرف یہ ہے کہ فرعون کے پاس لاؤ لشکر بھی تھا' مدد (فوج) تھی' لہٰذا اس نے زبان سے بھی کہہ دیا ﴿اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی﴾ کہ میں ہی تمہارا بڑا رب ہوں۔ لیکن میرے نفس کے پاس کوئی فوج نہیں ہے' اس کے کوئی اعوان و انصار نہیں ہیں' لہٰذا یہ زبان سے خدائی کا دعویٰ نہیں کرتا۔

انسان کا نفس اندھا بہرہ ہے' جب تک اُسے کنٹرول نہ کیا جائے' آدمی اللہ کی اطاعت نہیں کر سکتا۔ یہ دراصل منہ زور گھوڑا ہے۔ اگر اِس کی لگام کھینچ کر نہ رکھی جائے' تو یہ اپنے سوار کو گہری کھائی میں پٹخ دیتا ہے۔ لہٰذا عقل مند سوار وہی ہے جو اُسے قابو میں رکھے۔ آخرت میں کامیابی اُسی شخص کا مقدر ہوگی جس نے اپنے نفس کی غلط خواہشات کی تکمیل سے اپنے آپ کو بچائے رکھا۔ سورۃ النّٰزعٰت میں فرمایا گیا:

﴿فَاَمَّا مَنْ طَغٰیo وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَاo فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰیo وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی o فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ

الْمَاْوٰی ۝﴾ (آیات: 37 تا 41)

''تو جس نے سرکشی کی' اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا' اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور نفس کو خواہشوں سے روکتا رہا' اُس کا ٹھکانا جنت ہے۔

یاد رہے کہ جہاد مع النفس کا تقاضا' نفس کو قابو میں رکھنا اور اُس کے تقاضوں کو جائز طریقے سے پورا کرنا ہے' لیکن اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اِس کے داعیات اور تقاضوں کو بالکل ہی کچل دیا جائے' جیسا کہ رہبانیت کا طریقہ ہے۔ نفس کے حیوانی داعیات بہت اہم ہیں۔ انہی پر زندگی کا دارو مدار ہے۔ مثال کے طور پر انسان کے اندر جنسی جذبہ رکھا گیا ہے۔ یہی جذبہ نسل انسانی کی بقا کا ذریعہ ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو کون شادی کرے' کون کھکھیڑ پالے' اولاد کو پالنا آسان تو نہیں۔ پس یہ تمام داعیات جائز ہیں۔ یہ جائز ذرائع سے پورے کیے جانے چاہئیں۔ نفس کو بالکل ہی دبا دینا مطلوب نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے''

نفس کے تقاضوں کا جائز راستے سے تکمیل اور ناجائز اور حرام طریقوں سے اپنے آپ کو بچانا آسان نہیں۔ اِس کے لئے سخت جدوجہد اور تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث شریف میں نفس کے خلاف جہاد کو ''افضل الجہاد'' قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَفْضَلُ الْجِهَادِ اَنْ تُجَاهِدَ نَفْسَكَ وَهَوَاكَ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى)) (رواہ الدیلمی)

''افضل جہاد یہ ہے کہ تم اپنے نفس اور اپنی خواہشات کو اللہ کا مطیع بنانے کے لیے ان کے خلاف جہاد کرو''۔

شیطان لعین اور اس کے غیر مرئی لشکر کے خلاف جہاد:

شیطان ہمارے نفسانی تقاضوں میں پھونکیں مارتا اور انہیں مشتعل کرتا ہے۔ شیطان ہمیں ورغلاتا ہے' بُرے راستے کو مزین کر کے دکھاتا ہے' اس لیے کہ شیطان ہمارا دشمن ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوا:

﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا﴾ (فاطر: 6)

''درحقیقت شیطان ہمارا دشمن ہے' لہٰذا تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو۔''

سورۂ کہف میں شکوے کے انداز میں فرمایا:

﴿اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا﴾

''کیا تم مجھے چھوڑ کر ابلیس اور اس کی ذریت (اس کے ایجنٹ اور چیلے چانٹوں) کو اپنا دوست (اور سرپرست) بناتے ہو' حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں؟ بہت ہی برا بدل ہے جسے ظالم لوگ اختیار کر رہے ہیں۔''

(میری دوستی اور میری ولایت کو چھوڑ کر انہوں نے شیطانِ لعین کے ساتھ دوستی گانٹھ لی ہے؟)

شیطان کے بارے میں ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الاعراف: 27)

''شیطان اور اس کے ساتھی تمہیں ایسی جگہ سے تاکتے ہیں (اور وہاں سے حملہ آور ہوتے ہیں) جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔'' ایک غیر مرئی شیطان (جن) تو ہر انسان کے ساتھ لگا دیا گیا ہے جو اسے برائی پر اکساتا رہتا ہے۔ بلکہ ایک حدیث میں الفاظ آئے ہیں:

((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ)) (متفق علیہ)

''شیطان تو انسان کے وجود میں اس طرح سرایت کر جاتا ہے جیسے کہ خون گردش کرتا ہے۔''

اب اس کی دو توجیہات ممکن ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ شیاطین چونکہ جِنّات ہیں اور ان کا مادۂ تخلیق نار ہے اور نار ایک لطیف شے ہے' لہٰذا اس کی لطافت کی وجہ سے وہ واقعتاً انسان میں سرایت ہی کر جاتے ہوں۔ دوسرے یہ کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ وہ ہمارے نفس کو مشتعل کر دیتے ہوں' اور چونکہ نفس ہمارے پورے انسانی وجود کو کنٹرول کر رہا ہے' تو اس طرح گویا وہ بالواسطہ ہمارے پورے وجود میں سرایت کر جاتے ہوں۔ واللہ اعلم

نفس اندھا بہرہ ہے' جب تک اُسے کنٹرول نہ کیا جائے' آدمی اللہ کی اطاعت نہیں کر سکتا۔ یہ منہ زور گھوڑا ہے۔ اگر اِس کی لگام کھینچ کر نہ رکھی جائے' تو یہ اپنے سوار کو گہری کھائی میں پٹخ دیتا ہے۔

پریس ریلیز

11 اگست 2006ء

برطانیہ سے امریکہ جانے والے طیارے تباہ کرنے کا مبینہ منصوبہ نائن الیون کے بعد سب سے بڑا ڈرامہ ہے

حافظ عاکف سعید

برطانیہ سے امریکہ جانے والے طیارے تباہ کرنے کا مبینہ منصوبہ نائن الیون کے بعد سب سے بڑا ڈرامہ ہے' جس کا مقصد مسلمانوں پر دباؤ بڑھانا اور مغربی دنیا میں رائے عامہ کو لبنان پر ہونے والی اسرائیلی جارحیت کے حق میں ہموار کرنا ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کیا' جو مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات اب کوئی راز نہیں رہی کہ نائن الیون کا ''حادثہ'' بھی اسی قسم کی سازش تھی' جس کا مقصد طالبان کی اسلامی حکومت کے خاتمے کی غرض سے افغانستان پر حملے کے لیے جواز پیدا کرنا تھا۔ حالیہ منصوبہ نائن الیون کا تسلسل ہے۔ اس کے ذریعے اسی سازش کو آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی طاقت امریکہ نے اسرائیل کو دہشت گردی کے لیے لائسنس فراہم کر رکھا ہے' اب اُس کی کوشش ہے کہ اس ڈرامے کے ذریعے دنیا کو اسرائیل کی حمایت کے لیے آمادہ کیا جائے۔ قبل ازیں امیر تنظیم اسلامی نے ایمان کے تقاضوں پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ایمان کا لازمی تقاضا اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت ہے۔ یہ اطاعت مطلق اور غیر مشروط ہے۔ البتہ اس کے ضمن میں اولوا الامر کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے مشروط ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ بعض دانشوروں کا یہ کہنا کہ احکامِ قرآن کی پیروی تو لازم ہے' مگر سنت کی اتباع ضروری نہیں' کھلی گمراہی ہے۔ یہ حقیقت میں قرآن مجید ہی کا انکار ہے۔ اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ کی اطاعت بھی اصل میں اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ سنت رسول ﷺ بھی شریعت کا بنیادی ماخذ ہے۔

(جاری کردہ: شعبۂ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

بگڑے ہوئے معاشرے کے خلاف جہاد:

اگر کوئی معاشرہ بگڑ گیا ہے اور اس کے رجحانات غلط ہو گئے ہیں تو اس کا ایک دباؤ ہوتا ہے جو انسان کو غلط رُخ کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ ہر شخص کو ذاتی طور پر اس کا تجربہ ہوگا کہ کوئی ہجوم ایک رُخ پر جا رہا ہو تو اُس رُخ پر چلنا بہت آسان ہو جاتا ہے' لیکن اس کے خلاف چلنے کے لیے بڑی مشقت و محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بڑا زور لگا کر آپ دو چار قدم آگے بڑھائیں لیکن اس ہجوم کا ایک ریلا آئے اور وہ آپ کو دھکیل کر پھر دس قدم پیچھے لے جائے۔ لہٰذا اگر معاشرے کا رُخ بے حیائی کی طرف ہے' معاشرہ اللہ کی بغاوت کی راہ پر چل رہا ہے اور سب لوگ اس حال میں خوش و خرم' مسرور اور مگن ہیں اور وہ اس رخ پر بڑھتے چلے جا رہے ہیں' تو ان میں سے کسی ایک شخص کا اللہ کی طرف رخ کر کے بڑھنا اور ''اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا'' کا اعلان کرنا آسان کام نہیں ہے۔

ایسے شخص کو اس معاشرے کے خلاف شدید جدوجہد کرنی پڑے گی' اور ہو سکتا ہے کہ اسے سب سے پہلے اپنے گھر والوں کے خلاف ہی جہاد کرنا پڑے۔ سورۃ التغابن میں فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ ج......﴾ (آیت 14)

''اے اہل ایمان! تمہاری اپنی بیویوں اور تمہاری اولاد میں بعض تمہارے دشمن موجود ہیں' لہٰذا ان سے بچتے رہو۔''

اور پھر یہ کہ مال اور اولاد کو فتنہ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ سارا معاملہ گھر سے شروع ہو جائے گا۔ پھر رشتہ داری اور برادری کا معاملہ ہے۔ آپ نے اس معاشرے میں رہنا ہے اور اس کے اپنے غیر اسلامی رسوم و رواج ہیں۔ تو اب برادری اور قبیلے سے کیسے کٹ جائیں؟ اس کا دباؤ ہے۔ اب آپ کے سامنے دو ہی راستے ہیں۔ آسان راستہ تو یہ ہے کہ ع ''زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز!'' یعنی اگر زمانہ تمہارے ساتھ موافقت نہیں کر رہا ہے تو تم زمانے کے ساتھ موافق ہو جاؤ اور اسی رنگ میں ڈھل جاؤ۔ اس طرح کھینچا تانی (friction) ختم ہو جائے گی۔ اختلاف اور مزاحمت تو اسی وقت ہوتی ہے کہ لوگ اُدھر جا رہے ہوں اور تم اِدھر آ رہے ہو' لیکن اگر تم نے بھی وہی رخ اختیار کر لیا تو سیدھا اور آسان راستہ ہے۔ لیکن جس چیز کو جہاد کہا جائے گا وہ یہ ہے کہ ع ''زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ ستیز!'' یعنی اگر زمانہ تمہارے ساتھ موافقت نہیں کر رہا ہے تو تم زمانے سے جنگ کرو' اس کے خلاف لڑو' جہاد کرو۔

یہ تھی جہاد فی سبیل اللہ کی پہلی منزل' جس کے تین مراتب یا مدارج (substages) میں نے آپ کو بتائے ہیں۔

تین اہم نکات

اب اِس بارے میں تین باتیں اور نوٹ کر لی جائیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ اِس جہاد کے لئے بہترین ہتھیار قرآن حکیم ہے' اور قرآن حکیم کے ضمن میں بھی محض یہ کافی نہیں ہے کہ انسان صرف ناظرہ پڑھ لے' بلکہ ضروری ہے کہ اُسے سمجھا جائے' اور اسے دل کی گہرائیوں میں راسخ کیا جائے۔ تب ہی یہ نفس کے خلاف بھی ہتھیار ہوگا اور شیطان کے خلاف بھی۔ دل میں پختہ ایمان اور یقین جو انسان کو راہِ راست پر چلنے پر آمادہ کرتا ہے' قرآن حکیم ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ یقین جتنا گہرا ہوگا نفس کو قابو کرنا اتنا ہی آسان ہوگا' انسان اسی قدر شیطان سے لڑ سکے گا' معاشرے سے کشاکش میں ثابت قدم رہ سکے گا۔ جب قرآن کا نور کسی شخص کے باطن میں اترتا ہے تو اُس کے اندر انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ اس کی دنیا بدل جاتی ہے۔ زاویۂ فکر تبدیل ہو جاتا ہے۔ پہلے زندگی سب سے زیادہ عزیز تھی' اب شہادت کی موت کہیں بڑھ کر عزیز ہو جاتی ہے۔ پہلے دنیا کے مال جمع کرنے کی حرص تھی' اب آخرت بنانے کے لئے انفاق کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا۔

چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود
جاں دیگر شود جہاں دیگر شود

نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور ایک دوسری حدیث کی رو سے یہ شیطان انسان کے وجود میں ایسے گردش کرتا ہے جیسے خون۔ اِس کی وجہ یہ

> **نبی کریم ﷺ نے فرمایا:**
>
> ''شیطان انسان کے وجود میں اس طرح سرایت کر جاتا ہے جیسے (اُس کے بدن میں) خون گردش کرتا ہے''

ہے کہ شیطان دل کے اندر ڈیرہ لگا لیتا ہے' اور وہاں پھونکیں مارتا ہے۔ اب چونکہ دل ہی سے خون جسم کے ہر ہر خلیے تک پہنچتا ہے' لہٰذا شیطان کے اثرات پورے جسم میں پھیل جاتے ہیں۔ اِس کا علاج کیا ہے' ظاہر ہے اِس کے لئے ایسی ہی چیز ضروری ہے جو پورے وجود میں سرایت کر جائے اور شیطان کے اثرات کو زائل کر دے اور یہ صرف اور صرف قرآن حکیم ہے۔ جو انسان کے پورے وجود میں سرایت کر کے شیطانی اثرات کو ختم کر ڈالتا ہے۔

چنانچہ علامہ اقبال کہتے ہیں۔

کشتنِ ابلیس کارے مشکل است
زانکہ او گم اندر دل است
خوشتر آں باشد مسلمانش کنی
کشتۂ شمشیر قرآنش کنی

دوسری بات یہ ہے کہ نفس کے خلاف جہاد کے لئے جماعت کا ہونا لازمی نہیں ہے اور یہاں جماعت سے ہماری مراد سمع و طاعت پر مبنی منظم جماعت ہے۔ اِس جہاد کے لئے اصل کام تو آپ کو خود کرنا ہوگا۔ آپ کے نفس کے خلاف میں جہاد نہیں کر سکتا۔ میرے نفس کے خلاف آپ جہاد نہیں کر سکتے۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ اگر جماعت ہو تو اِس جہاد میں بہت سہولت ہوتی ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا:

''کونوا مع الصادقین'' ''صادقین کے ساتھ رہو'' (سورۃ التوبہ) جو لوگ بھی اپنے نفس' شیطان اور معاشرے کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں اگر اُن کی کوئی ایسوسی ایشن ہو' وہ مل بیٹھتے ہوں' ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں تو اِس کا یقیناً فائدہ ہے' بہرحال جماعت کا لزوم تیسرے درجے کے جہاد یعنی نظامِ باطل کے خاتمے اور اقامتِ دین کے لئے ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جہاد کے حوالے سے دو الفاظ ''افضل'' اور ''اعلیٰ'' کا فرق پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ جہاد کی ''اعلیٰ'' یعنی بلند ترین تیسری منزل ہے' لیکن افضل پہلی منزل ہے' اس اعتبار سے کہ یہ مضبوط اور مستحکم ہوگی تو اس پر اگلی منزل کی تعمیر کا سوال پیدا ہوگا۔ اگر یہی کمزور ہے اور اوپر آپ نے مزید بوجھ ڈال دیا تو پوری عمارت ہی بیٹھ جائے گی۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ''افضل'' اور ''اعجب'' کا فرق کیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ افضل ایمان تو بلا شک و شبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے' یہاں تک کہ ادنیٰ سے ادنیٰ صحابیؓ کا ایمان بھی بڑے سے بڑے ولی اللہ سے افضل ہے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے دریافت فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ ''اعجب الایمان'' کون ہے؟'' یعنی سب سے زیادہ خوبصورت' عجیب اور دل کو لبھانے والا ایمان کس کا ہے؟ صحابہؓ نے جواب میں عرض کیا کہ فرشتوں کا ایمان' جو کہ اللہ کے حضور میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَمَالَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ)) ''وہ کیسے ایمان نہ لائیں جبکہ وہ تو اپنے ربّ کے پاس ہی ہیں؟'' ایمان میں ان کا اپنا کون سا کمال ہوا؟ دوسری مرتبہ صحابہؓ نے عرض کیا: رسولوں کا ایمان! آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَمَالَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَالْوَحْیُ یَنْزِلُ عَلَیْھِمْ)) ''وہ کیسے ایمان نہ لاتے' ان پر تو وحی نازل ہوتی ہے''۔ پھر صحابہ کرامؓ نے بڑی جرأت کر کے عرض کیا: ''فَنَحْنُ'' پھر ہمارا ایمان اَعجب ہے! آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَمَالَکُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَاَنَا بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ))

''تم کیسے ایمان نہ لاتے جبکہ میں تمہارے مابین بنفسِ نفیس موجود ہوں۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَیَّ اِیْمَانًا لَقَوْمٌ یَکُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یَجِدُوْنَ صُحُفًا فِیھَا کِتَابٌ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا فِیْھَا)) (رواہ البیہقی)

''میرے نزدیک مخلوق میں خوبصورت ترین (اور دل کو لبھانے والا) ایمان تو ان لوگوں کا ہوگا جو میرے بعد آئیں گے (ان کو میری صحبت سے حصہ نہیں ملے گا)' انہیں (اللہ کی) کتاب کے اوراق ملیں گے تو وہ ان میں موجود حقائق پر ایمان لائیں گے۔''

چنانچہ اَعجب ایمان تو بعد والوں کا ہے جبکہ افضل ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے۔ اسی طرح اعلیٰ جہاد' جہاد کی آخری منزل قتال فی سبیل اللہ ہے' لیکن افضل جہاد' جہاد مع النفس ہے۔

(مرتب: محبوب الحق عاجز)

وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا

ابوالحسن

14 اگست 1947ء کو پاکستان ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے دنیا کے نقشہ پر اُبھرا۔ انگریز اور ہندو کی دوہری غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے مسلمانانِ برصغیر نے اللہ سے گڑگڑا کر دُعائیں کیں، یاد کیجئے یہ آزادی ہمارے بزرگوں نے جان و مال کی بے بہا قربانی اور ہزاروں نیک سیرت بہو بیٹیوں کی عصمت گنوا کر حاصل کی تھی۔ آزادی یقیناً اللہ کا احسان عظیم اور ایک بہت بڑی نعمت ہے لیکن اس کو قائم و دائم رکھنے کے لئے اس کے تقاضے پورے کرنے پڑتے ہیں۔

ہماری آزادی کا اولین تقاضا یہ تھا کہ نظریہ پاکستان یعنی اسلامی نظام کا عملی نفاذ کیا جاتا۔ لیکن بدقسمتی سے اس سمت کوئی پیش رفت نہ ہوسکی۔ آزادی کو مادر پدر آزادی سمجھ لیا گیا۔ قومی وسائل کی بندر بانٹ اور مفاد پرستی کی ایک دوڑ شروع ہوگئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان "مسائلستان" بنتا چلا گیا۔ مہنگائی، بیروزگاری اور بدامنی نے عوام کی زندگی اجیرن کردی، یہاں تک کہ ملک دولخت ہوگیا لیکن روز بروز یہ مسائل بڑھتے چلے گئے تو عیار حکمرانوں نے سادہ لوح عوام کی توجہ ان گھمبیر مسائل سے ہٹانے کے لئے جو چالیں چلیں ان میں اہم ترین یہ تھی کہ عوام کو لہو ولعب کے کاموں میں مشغول کرلیا جائے۔ یہ کام بڑی سائنسی بنیادوں پر کیا گیا۔ انسان کی جبلت اور نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے یوم آزادی بہت بڑے جشن کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کو جذبہ حب الوطنی کا معیار قرار دے دیا گیا۔ پھر یہ کہ نفسانی خواہشات کو بھڑکانے والے پروگرام ترتیب دیئے گئے، راگ و رنگ اور رقص و سرور کی محفلوں کی حوصلہ افزائی کی گئی، الیکٹرونک میڈیا پر پاکستانی اور بھارتی رقاصاؤں اور صداکاروں کے فحش پروگرام جشن آزادی کا لازمی حصہ بنادیئے گئے۔ بجلی کے بدترین بحران کے باوجود اُس روز عمارات اور سڑکوں کو بقعۂ نور بنادیا جاتا ہے۔ بے ہنگم اور بدنظم جلوسوں کو کھلی چھٹی دے دی جاتی ہے جو موٹر سائیکلوں کو سلنسر سے آزاد کرکے ایسا طوفانِ بدتمیزی برپا کرتے ہیں کہ کان پھٹنے کو ہوتے ہیں۔

برادران اسلام، ذرا سوچئے! عام حالات میں بھی ایک مسلمان معاشرہ ایسی بیہودگی کی اجازت نہیں دیتا لیکن ایسے وقت میں جبکہ دنیا کے کونے کونے میں مسلمانوں پر قیامت ڈھائی جارہی ہے، کشمیر، فلسطین، افغانستان، عراق اور چیچنیا میں ایک عرصہ سے خون مسلم سے ہولی کھیلی جارہی تھی خاص طور پر گذشتہ ماہ سے اسرائیل امریکہ کی شہہ پر لبنان کے بے گناہ شہری مسلمانوں پر جن میں معصوم بچے، بوڑھے اور خواتین شامل ہیں، اندھا دھند بمباری کے ذریعے جس ظالمانہ طریقے سے اُن کا قتل عام کررہا ہے اور اُن کی بے گوروکفن لاشیں سڑکوں پر گل سڑ رہی ہیں، ان حالات میں مسلمانان پاکستان کا ناچ کود کر جشن آزادی منانا باعث شرم نہیں تو اور کیا ہے۔ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق اُمت مسلمہ جسد واحد کی مانند ہے جس کے ایک حصے میں تکلیف ہو تو دوسرا بھی لازماً متاثر ہوتا ہے۔ تصور کریں جس گھر میں کوئی جاں بلب مریض پڑا ہو کیا اُس گھر میں جشن منایا جاسکتا ہے؟ آج اُمت مسلمہ جان بلب ہے اور عالم کفر کے لشکر اُس پر فیصلہ کن ضرب لگانے کے لئے بڑھتے چلے آرہے ہیں۔

مسلمان بھائیو! سوچو، خدارا سوچو، اگر جھنڈے لہرانے اور ملی نغمے گانے سے جذبہ حب الوطنی بیدار ہوسکتا اور دفاع وطن مضبوط ہوسکتا تو ہم 1971ء میں شکست وریخت سے بھی دوچار نہ ہوتے اور ڈھاکہ کے پلٹن میدان میں ذلت آمیز طریقے سے ہتھیار نہ ڈالنا پڑتے۔ کسی بھی ریاست کو نظریاتی بنیادوں پر ہی مضبوط اور مستحکم کیا جاسکتا ہے۔ حکمران اور سیاست دان اپنی کرسی مضبوط کرنے کے لالچ میں عوام کو خرافات کی طرف بلا رہے ہیں۔ برادران اسلام! فیصلہ کریں، ایک طرف اللہ اور رسول کی پکار ہے اور وہ وعدہ ہے جو ہم نے آزادی کے وقت "پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ" کا نعرہ لگا کر کیا تھا، اور جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم خود بھی اللہ کی اس نعمت کی قدر کرتے ہوئے دین اسلام پر پورے طور پر عمل پیرا ہو جائیں اور اس مملکت خداداد پاکستان میں اللہ کے دین کو قائم و غالب کرنے کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگانے پر آمادہ ہوجائیں اور دوسری طرف ابلیسی تہذیب ہے، فنکاروں اور گلوکاروں کی صدائیں ہیں، آپ کو کس طرف جانا ہے؟ جلد فیصلہ کیجئے، وقت کسی کا انتظار نہیں کیا کرتا۔

❁ ❁ ❁ ❁

بقیہ: اداریہ

تعمیر کی بجائے اسلحہ کی فیکٹریاں اور سامان حرب تیار کیا جاتا۔ قرآن کے اِس فیصلے کو اپنی خارجہ پالیسی کی بنیاد بنایا جاتا کہ یہود و نصاریٰ بھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہوسکتے۔ ماضی میں اگر عربوں نے اس جانب توجہ نہیں دی، تو اب بھی وقت ہے۔ وہ اِس حل کی جانب پیش رفت کر کے اپنے حالات کو سدھار سکتے ہیں۔ خطۂ عرب کے وسط میں پیوست اسرائیلی خنجر کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ یاد رکھے! قوموں کی حالت اُن کے کردار کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔ اللہ کا فیصلہ ہے، وہ کسی قوم کی حالت اُس وقت تک نہیں بدلتا جب تک اُسے خود اپنی حالت بدلنے کا خیال نہ ہو۔

جو لوگ یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ مسلمان خصوصاً عرب جس قدر زوال اور پستی کا شکار ہوچکے ہیں وہ کبھی مقابلہ پر نہ آسکیں گے، اُنہیں یہ نہیں بھولنا چاہیے جب عرب مسلمان دریاؤں میں گھوڑے دوڑا رہے تھے، اُس وقت یورپ جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹک رہا تھا اور امریکی ایک دوسرے کے منہ پر شراب پھینک کر تلواریں میان سے نکالتے تھے۔ پھر آج یہ مسلمانوں کے لیے کیوں ممکن نہیں کہ وہ صراط مستقیم کو اختیار کرتے ہوئے سُستی، کم کوشی اور کم ہمتی کو ترک کردیں، جہالت اور باہمی انتشار کو ہمیشہ کے لیے دفن کردیں اور ایک سیسہ پلائی دیوار کی مانند دشمنان اسلام کے عزائم کی راہ میں حائل ہوجائیں، لیکن یہ رات کے راہب اور دن کے شہسوار بنے بغیر ممکن نہیں ہوگا۔ اور اس کے لئے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لینا ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں اِس کے بغیر کامیابی کی منازل طے کرنا ممکن نہیں۔ مسلمانوں کی کامیابی کا واحد راستہ یہی ہے۔ پھر آئے گی صدا فلک سے،

نصر من اللہ و فتح قریب

مدینہ منورہ میں روضۂ رسول ﷺ کے اردگرد گہری خندق کھدوا کر اور اسے پگھلے ہوئے سیسے سے بھر کر' اور اُن دونوں شیطانوں کو ٹھکانے لگا کر سلطان نور الدین زنگی عیسائیوں کے قلعے 'حصن الاکراد' پر ضرب لگانا چاہتا تھا کہ شام اور مصر کے حالات بگڑنے کی وجہ سے وہ اِس قلعے کی طرف بھرپور توجہ نہ دے سکا' اس لیے کہ مصر کے وزیر شاور نے سلطان نورالدین زنگی سے مدد کی درخواست کی تھی۔

اُس وقت مصر کی خلافتِ علویہ (یا فاطمیہ یا اسمٰعیلیہ) کے آخری خلیفہ عاضدلدین اللہ کا زمانہ تھا۔ خلافت کی کمزوری' وزارت کے جھگڑوں اور صلیبیوں کے حملوں نے شام کے مسلمانوں کو مجبور کر دیا کہ وہ ہتھیار اٹھائیں اور مصریوں کی مدد کو پہنچیں۔ جن دنوں مصر کے وزیر شاور نے سلطان سے مدد کی درخواست کی تھی' اُس دور میں دراصل مصر کے خلیفہ کی حیثیت ایک مہرے کی سی تھی۔ اصل طاقت وزیروں کے ہاتھ میں ہوتی۔ جو بھی وزیر بنتا' خلیفہ اُس کے اشاروں پر چلتا۔ لہٰذا ہر کوئی وزارت حاصل کرنے کے لیے سازشیں اور جنگ و جدل میں مصروف رہتا۔ جو جیت جاتا' وہ وزیر بنتا اور اپنی مرضی کے مطابق حکومت کرتا۔ چھٹے خلیفہ کے دور میں صلیبیوں نے حملہ آور ہو کر بیت المقدس فاطمیوں سے چھین لیا تھا' ساتویں اور آٹھویں خلیفہ دونوں کے عہد میں صلیبیوں نے فاطمیوں سے شہر کے شہر فتح کر ڈالے اور وہ بے بسی کے عالم میں مصر میں بیٹھے مسلمانوں کی قتل و غارت گری اور تباہی و بربادی کا تماشا دیکھتے رہے۔

جب دسواں فاطمی خلیفہ حکومت پر بیٹھا تو مصر کی بے بسی کی یہ حالت ہو چکی تھی کہ مصر کی حکومت ہر سال یروشلم کے بادشاہ کو ایک کثیر رقم صرف اس لیے ادا کرتی تھی کہ وہ مصر پر حملہ آور نہ ہو۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ جب دسواں خلیفہ لآمر باحکام اللہ ابوعلی 1101ء میں مسندِ خلافت پر بیٹھا تو وہ صرف پانچ سالہ بچہ تھا۔

اِس خلیفہ سے شیعوں کا ایک فرقہ نزاریہ پیدا ہوا جو آج کل آغا خانی کہلاتا ہے۔ حکومت کی باگ ڈور اُس کے وزیر زریک کے ہاتھ میں تھی اور حقیقت میں وہی سلطنت کے سیاہ وسفید کا مالک تھا۔

صلیبی جنگ مصر میں

وزیر زریک کی وفات کے بعد ایک شخص صالح نے سازش سے حکومت پر قبضہ کر لیا اور فاطمیوں میں سے ایک ایسے شخص کو مصر کا خلیفہ بنا دیا' جس کی عمر صرف نو سال تھی' لیکن خلیفہ کی پھوپھی بڑی تیز اور ہوشیار تھی' اُس نے وزیر صالح کو قتل کرا دیا اور ایک شخص محی الدین کو 'الملک العادل' کا خطاب دے کر وزیر بنا دیا۔

محی الدین بھی صرف دو سال وزارت سے لطف اندوز ہو سکا' کیونکہ ایک اور امیر جو مصر کے اندرونی علاقے کا والی تھا' اُس نے بغاوت کی۔ اُس کا نام شاور تھا۔ وہ اپنی فوج بنا کر قاہرہ میں داخل ہوا۔ خلیفہ عاضد (آخری فاطمی خلیفہ) اُس کے سامنے بے بس ہو گیا۔ محی الدین کا خاتمہ کر دیا گیا اور شاور وزارت پر متمکن ہو گیا۔

جس وقت شاور نورالدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُس کی حالت بڑی عجیب تھی۔ اُس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور اُس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ طویل راستے کے مصائب کی وجہ سے وہ کمزور ونحیف ہو کر ہڈیوں کا ڈھانچا دکھائی دیتا تھا' وہ سلطان کو اپنی اُمیدوں کا آخری سہارا سمجھ کر دمشق پہنچا تھا

اب شاور مصر کے سیاہ وسفید کا مالک تھا' لیکن حالات نے پھر پلٹا کھایا اور ایک دوسرے امیر ضرغام لخمی نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر کے شاور پر حملہ کر دیا۔ شاور کو شکست ہوئی اور ضرغام خود وزیر بن بیٹھا۔ اب شاور کے لیے مصر میں رہنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ وہ تنہا چھپتا چھپاتا سلطان نورالدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان سے مدد کی درخواست کی۔ نئے وزیر ضرغام نے شاور کے دو بیٹوں اور ایک بیٹی کو قتل کرا دیا تھا اور شاور کا محل لوٹ لیا تھا۔

کچھ عرصے کے بعد وزیر ضرغام کو معلوم ہوا کہ مصر کے کچھ امراء جو شاور کے طرف دار ہیں' وہ ضرغام کو ہٹا کر پھر شاور کو وزیر بنانا چاہتے ہیں۔ یہ خبر ملتے ہی کسی تحقیق کے بغیر ضرغام نے اُن تمام امراء کو اپنے ہاں ضیافت پر بلایا' جن کی تعداد ساٹھ ستر کے قریب تھی' ضیافت کے دوران اُس نے سب کو ہلاک کر دیا۔

مصر پر یروشلم کے بادشاہ کا حملہ

دریں صورتِ احوال جبکہ مصر کی فاطمی خلافت آخری دموں پر تھی' یروشلم کا عیسائی بادشاہ اموری' جو مدت سے مصر پر نظریں جمائے بیٹھا تھا اور بڑی دلچسپی سے مصر کے بدقسمت مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگیوں اور لڑائیوں کا تماشا دیکھ رہا تھا' ایک بہت بڑا لشکر لے کر مصر پر حملہ آور ہو گیا۔

وزیر ضرغام نے اپنے بھائی کو اُس کا مقابلہ کرنے کو بھیجا' لیکن عیسائیوں کے ہاتھوں اُسے شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر واپس قاہرہ آ گیا۔ یروشلم کے بادشاہ اموری نے آگے بڑھ کر مسلمانوں کے شہر بلبیس پر قبضہ کر لیا۔

یہ صورتِ حال سلطان نور الدین زنگی کے لیے ناقابلِ برداشت تھی کہ ایک عیسائی حکمران ایک دَم اُٹھ کر مسلمانوں کے شہر پر قابض ہو جائے۔ مصر عیسائیوں کے نزدیک جس قدر اہم تھا' سلطان نورالدین زنگی کے نزدیک اُن سے کئی گنا زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ اُس نے کبھی مصر کے معاملات میں مذہبی اختلافات کے باوجود دخل اندازی نہیں کی تھی' لیکن وہ یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی عیسائی حکمران اٹھ کر دور دراز علاقے کے مسلمانوں کو گزند پہنچائے اور مسلمانوں کے علاقے پر قبضہ کرے۔

مصر میں یروشلم کے بادشاہ اموری کی پیش قدمی اور شہر بلبیس پر اُس کے قبضے کی اطلاع سلطان کے لیے انتہائی تکلیف دہ ثابت ہوئی' اور وہ اِس سلسلے میں کوئی فیصلہ کرنے ہی والا تھا کہ مصر کا وزیر شاور سلطان کی خدمت میں اپنی مدد کی درخواست کے ساتھ حاضر ہوا۔

جس وقت شاور نور الدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُس کی حالت بڑی عجیب تھی۔ اُس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور اُس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ طویل راستے کے مصائب کی وجہ سے وہ کمزور ونحیف ہو کر ہڈیوں کا ڈھانچا دکھائی دیتا تھا' وہ سلطان کو اپنی اُمیدوں کا آخری سہارا سمجھ کر دمشق پہنچا تھا۔ اُس نے سلطان سے اپنی مظلومی اور بے ضمیر ضرغام کی زیادتی اور ظلم کی داستان کہی۔

سلطان نے کہا' میں مصر کو صلیبیوں کے تسلط سے بچانے کے لیے تمہیں مدد دینے کے لیے تیار ہوں' لیکن اس کے لیے تمہیں بھی کچھ ذمہ داریوں کو قبول کرنا ہو گا۔ شاور نے حلف اٹھا کر کہا کہ وہ ہر ذمہ داری قبول کرنے کو تیار

عجیب تر بات یہ ہے کہ جب دسواں خلیفہ الآمر باحکام اللہ ابو علی 1101ء میں مسند خلافت پر بیٹھا تو وہ صرف پانچ سالہ بچہ تھا۔ اس خلیفہ سے شیعوں کا ایک فرقہ نزاریہ پیدا ہوا جو آج کل آغا خانی کہلاتا ہے

ہے۔ سلطان نے شاور سے کہا کہ میں ایک لشکر عیسائیوں کو مصر سے نکالنے کے لیے روانہ کرتا ہوں' لیکن اس کے لیے تمہیں یہ کرنا ہوگا کہ لشکر کے تمام اخراجات جنگ کے علاوہ مصر کی آمدنی کا تیسرا حصہ میرے لشکر کے حوالے کرنا ہوگا۔

سلطان نے یہ پیشکش بھی کی کہ جب تک حالات پوری طرح درست نہ ہوں گے' میرا لشکر مصر ہی میں قیام کرے گا۔ شاور نے سلطان کی ان ساری شرائط کو کسی حیل و حجت کے بغیر تسلیم کر لیا۔ یہ شرائط قبول کرنے کے بعد سلطان نے ایک لشکر اپنے سپہ سالار اسد الدین شیرکوہ کی سرکردگی میں دیا اور اُس کے بھتیجے صلاح الدین ایوبی کو بھی اُس کے ساتھ کر دیا۔ اس طرح شیرکوہ اور صلاح الدین دونوں چچا بھتیجے مصر کو صلیبیوں سے نجات دلانے کے لیے شام سے مصر کی طرف کوچ کر گئے۔

شیرکوہ اور صلاح الدین ایوبی کی مصر روانگی

شاور کے ساتھ شیرکوہ اور صلاح الدین دونوں مصر میں داخل ہوئے۔ جو لشکر وہ لے کر گئے تھے' اُس کے مقدمۃ الجیش کا سالار شیرکوہ نے صلاح الدین کو مقرر کیا تھا۔ مصر کے وزیر ضرغام کو جب خبر ہوئی کہ شیرکوہ اور صلاح الدین ایک لشکر کے ساتھ مصر میں داخل ہو چکے ہیں تو اُس نے انتہائی بے غیرتی کا ثبوت دیا۔ اُس نے مسلمان ہوتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف یروشلم کے عیسائی بادشاہ اموری سے مدد مانگ لی۔

لیکن شیرکوہ اور صلاح الدین اِس تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ مصر کے علاقوں پر چڑھتے آئے کہ اموری کے لشکر کی آمد سے پہلے ہی وہ کچھ علاقوں پر گرفت کر کے بیٹھ گئے۔ ان دونوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ضرغام نے اپنے بھائی ناصر الدین کو روانہ کیا' اُسے بہت بڑا لشکر دیا' تاکہ شیرکوہ کی راہ روکے۔ دونوں لشکروں میں جنگ ہوئی۔ ناصر الدین کو شکست ہوئی۔ شیرکوہ اور صلاح الدین دونوں قاہرہ میں داخل ہو گئے۔

اُدھر جب یروشلم کے بادشاہ اموری کو خبر ہوئی کہ شیرکوہ اور صلاح الدین قاہرہ میں داخل ہو چکے ہیں تو اُس نے اپنا لشکر بھیجنے کا فیصلہ ملتوی کر دیا۔

شیرکوہ اور صلاح الدین ایوبی جب قاہرہ میں داخل ہوئے تو وہاں ضرغام کے لشکریوں سے ٹکراؤ ہوا۔ ضرغام مارا گیا اور شاور ایک بار پھر مصر کا وزیر بن گیا۔ اُس نے وزارت حاصل کرتے ہی جو پہلا کام کیا' وہ یہ کہ ضرغام کے بھائی ناصر الدین کو قتل کرا دیا۔

چند ماہ کے بعد شیرکوہ نے وزیر شاور سے مطالبہ کیا کہ وہ حسبِ وعدہ لشکر کے اخراجات کے علاوہ مصر کی آمدنی کا تیسرا حصہ ادا کرے' جیسا کہ اُس نے سلطان نور الدین زنگی سے وعدہ کیا تھا۔ شاور ایک انتہائی عیار اور بد فطرت انسان تھا۔ وزیر بنتے ہی اُس کی نیت میں فتور آ گیا اور وہ شیرکوہ صلاح الدین سے نجات حاصل کرنے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ پہلے تو وقت گزارتا رہا' بہانے کرتا رہا' جب شیرکوہ نے ذرا سختی کی اور ناراضی کا اظہار کیا' تب وہ اُسے تیس ہزار دینار کی رقم دینے پر آمادہ ہوا۔ شیرکوہ نے یہ رقم لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ اُسے پوری رقم ادا کرے' ورنہ میرے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

وزیر شاور کی غداری

غدار اور بے ضمیر شاور' جس کی مدد کے لیے سلطان نور الدین زنگی نے شیرکوہ اور صلاح الدین ایوبی کو لشکر کے ساتھ بھیجا تھا' اپنے محسنوں کا حق ادا کرنے کی بجائے غداری اور عیاری پر اُتر آیا۔ اُس نے قاہرہ شہر کے دروازے بند کر لیے' جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ یہ نئی صورت حال دیکھ کر شیرکوہ بڑا حیران ہوا۔ تاہم اُس نے اپنا لشکر قاہرہ کے چاروں طرف پھیلا دیا' اور صلاح الدین کو چند دستے دے کر شہر بلبیس روانہ کیا کہ وہاں سے ضروری اسلحہ اور رسد وغیرہ لے کر آئے۔

اس موقع پر اگر شاور اکیلا شیرکوہ کا مقابلہ کرتا تو چند روز کے اندر اندر اُس کا اور اُس کے لشکریوں کا صفایا ہو جاتا' لیکن اُس نے غداری' بے ضمیری' بدکرداری اور ملت فروشی کا ایک اور ثبوت دیا۔ اُس نے خفیہ طور پر یروشلم کے بادشاہ کو یکے بعد دیگرے کئی خطوط بھیجے کہ وہ قاہرہ پر چڑھائی کرے اور اُسے شیرکوہ سے نجات دلائے۔ اُس نے اموری کو پیش کش بھی کی کہ اگر وہ شیرکوہ کے خلاف اُس کی مدد کرے تو وہ اس کے لشکر کو رسد کے علاوہ ہر پڑاؤ پر ایک دینار ادا کرے گا۔

اموری تو پہلے ہی قاہرہ پر قبضہ کرنے کی فکر میں تھا اُس نے فوراً یروشلم (بیت المقدس) سے کوچ کیا اور بیس ہزار تربیت یافتہ لشکریوں کے ساتھ وہ مصر میں داخل ہو گیا۔ اُس وقت شاور کے لشکر کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ یوں کل تعداد پچیس ہزار ہو گئی' جبکہ حیرت کی بات ہے کہ شیرکوہ کے پاس اُس وقت جو لشکر تھا' اس کی تعداد صرف دو ہزار تھی۔

یہ نئی صورت حال شیرکوہ کے لیے یقیناً سازگار نہ تھی۔ اُس نے جنگی مصلحت اور تدبر سے کام لیتے ہوئے قاہرہ کا محاصرہ ترک کر دیا اور اپنے مختصر لشکر کو لے کر بلبیس کی طرف چلا گیا' جہاں پہلے سے اُس کا بھتیجا صلاح الدین ایوبی موجود تھا۔ دونوں چچا بھتیجے بلبیس میں اپنے لشکر کے ساتھ' قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔

یروشلم کے بادشاہ اموری اور مصر کے وزیر شاور نے قاہرہ سے نکل کر بلبیس کا محاصرہ کر لیا۔ (جاری ہے)

IBS
ISLAMIC BOOK STORE

- A wide variety of translations of the Holy Quran with tafseer in English & Urdu languages and Roman Script.
- Hadith & related books covering varied topics on Islam.
- Tilawat Cassettes & CDs with translation & tafseer of the Quran by Dr. Israar Ahmed, Dr. Ghulam Murtaza, Dr. Farhat Hashmi & many others.
- Hijaabs, Scarves, Abayas, Chaddars, Tasbeehs, Jai Namaz & complete range of Hajj & Umrah accessories.

NOW OPEN AT DEFENCE SHOPPING MALL

Shop # 11 & 12 Basement, Defence Shopping Mall, Opposite Adil Hospital
E-mail: ibs_defence@yahoo.com

غم نہ کر

بنت الیقین

جب ہم انسانی زندگی پر غور کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آدمؑ کی اولاد میں کوئی غریب ہو یا امیر' تندرست ہو یا بیمار' چھوٹا ہو یا بڑا' حاکم ہو یا محکوم' بااختیار ہو یا بے اختیار اُسے غم سے لازماً واسطہ پڑتا ہے۔ غم اور خوشی وہ تانا بانا ہیں جن سے انسانی زندگی بُنی گئی ہے۔ کسی کے پاس مسرت کے سامان کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں وہ کسی نہ کسی وقت غم کا شکار ہو کر ہی رہتا ہے۔ حدیث نبویؐ ہے:

''آدمؑ کا بیٹا اس حالت میں بنایا گیا ہے کہ اس کے پہلو میں ننانوے مصیبتیں ہیں۔'' (رواہ الترمذی)

غم کے اسباب اتنے زیادہ ہیں کہ انسان ایک سے بچ جائے تو کوئی دوسرا اُسے آلیتا ہے۔ دوسرے سے بچا تو تیسرا آدبوچتا ہے۔ تیسرے سے محفوظ ہو تو کوئی چوتھا حملہ آور ہو جاتا ہے۔ کبھی کسی عزیز کی موت نیم جان کر جاتی ہے۔ کبھی بے روزگاری یا قرض کی زیادتی اور آمدنی کی کمی سوہانِ روح بنی رہتی ہے۔ کبھی اپنی یا کسی رشتہ دار کی بیماری' دردو الم اور فکرو غم کا شکار بنائے رکھتی ہے۔ کبھی کوئی ذہنی اضطراب ایسی بے کلی میں مبتلا کئے دیتا ہے کہ کسی پل چین نہیں آتا۔ کبھی کسی زبردست کا خوف تو کبھی کسی زیردست کے شکوے جینا حرام کر دیتے ہیں۔ کبھی احسان کرنے والوں کی نشتروں جیسی زبانیں دل کو چھلنی کر دیتی ہیں اور کبھی وہ کہ جن پر احسان کئے گئے تھے ایسی بے مہری اور طوطا چشمی سے کام لیتے ہیں کہ دل خون کے آنسو روتا ہے۔ کہیں بے اولاد ہونے کا غم تو کہیں کثیر اولاد کی ذمہ داریوں کا بوجھ راتوں کی نیند اڑا دیتا ہے۔ کہیں بچیوں کی شادی کا مسئلہ' کہیں رشتے داروں کی بدسلوکیاں' کہیں ہمسایوں سے ان بن' اپنے سے اوپر والوں کے مظالم' اپنے سے نیچے والوں کی گستاخیاں غرضیکہ غموں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو چلتا ہی چلا جاتا ہے۔

غم والم کے اس سمندر میں بہت سے غم اس خاص فتنے سے تعلق رکھتے ہیں جسے ''اولاد'' کہا گیا ہے۔ جو والدین دنیا پرست ہوتے ہیں' انہیں یہ فکر کھائے جاتی ہے کہ کسی طرح بچوں کو دُنیا کا جاہ و مال اور شان و شوکت کے سامان زیادہ سے زیادہ حاصل ہو جائیں' اور اگر دینی میلان رکھنے والے والدین ہوں تو ان کی فکر مندی اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے' کیونکہ انہیں یہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں بچے دین سے دور نہ ہو جائیں۔

ان لاتعداد غموں میں بہت سے غم وہ ہیں جنہیں اگر ''خود ساختہ غم'' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا' جو ہم انسانوں نے اپنے اوپر خواہ مخواہ چسپاں کر لیے ہوئے ہیں۔ کئی ایسے اسباب غم ہیں جن کی تہہ میں خود پسندی' فخر' غرور' تکبر' حسد' کینہ' بغض وغیرہ جیسے جذبات کارفرما ہوتے ہیں۔ غرضیکہ غم کے محرکات ان گنت ہیں۔ لیکن انسان کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ غموں کے آگے سر جھکا دینے کی بجائے اپنے دل کو اس طرح سمجھاتا رہے کہ ''لَاتَحْزَنْ'' (غم نہ کر) اس لیے کہ: ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'' (بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے) یا جیسے حضرت یعقوبؑ نے فرمایا تھا:

﴿اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ﴾ (یوسف:86)

''میں اپنی پریشانی اور اپنے غم کی فریاد صرف اللہ سے کرتا ہوں۔''

ایسے ہی جب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں حضرت لوطؑ کے پاس پہنچے تو حضرت لوطؑ کو خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں ان کی بدکردار قوم مہمانوں کے ساتھ بدتمیزی نہ کرے' لہٰذا آپؑ

﴿سِیْٓءَ بِھِمْ وَضَاقَ بِھِمْ ذَرْعًا﴾ (العنکبوت:33)

''اُن کی وجہ سے سخت پریشان ہوئے اور تنگدل ہوئے۔''

مگر فرشتوں نے آپ کو تسلی دی کہ

﴿لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ﴾ (العنکبوت:33)

''آپ خوف نہ کھائیں اور غم نہ کریں۔''

ایسی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان غموں سے کیسے دُور رہا جائے۔ جو لوگ دین کے بتائے ہوئے اعمال حسنہ کو اپنانے کی بجائے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی نافرمانی' آخرت کی جوابدہی سے لاپروائی' باہمی نااتفاقی' ظلم و ستم' بے حیائی' بے صبری' علم کی ناقدری' زندگی سے چمٹے رہنے کی حرص جیسی صفات اپنا لیتے ہیں تو اس کا قدرتی نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ ان کے کردار کمزور ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انسانوں کو ان کے (تمام اعمال کا تو نہیں) بعض اعمال کا نتیجہ اس لیے دکھاتا ہے کہ وہ حقیقت کو سمجھیں اور اُس عقیدۂ صالح کی طرف رجوع کریں جو انبیاء ہمیشہ سے انسانوں کے سامنے پیش کرتے چلے آئے ہیں۔

جو لوگ دین کے خیر خواہ ہیں اور غم سے چھٹکارا پانا چاہتے ہیں وہ غم کھاتے رہنے پر اکتفا نہ کریں بلکہ اپنی ساری قوتوں اور وسائل سے کام لے کر ان اسباب کو دُور کرنے کی کوشش کریں جو غم واندوہ کا باعث بنتے ہیں۔ اس ضمن میں درج ذیل تین رویے نہایت موثر ثابت ہوں گے۔

تزکیۂ نفس اور دعوت دین

غموں سے دُور رہنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ خود دین پر عمل کیا جائے اور پھر اسے دوسروں تک پہنچایا جائے۔ اس کے لیے پہلے اپنے نفس کا تزکیہ کرنا ہوگا' جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ: ''افضل جہاد نفس کے ساتھ جہاد ہے۔'' کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا بھی ہوگا۔ اپنی خواہشات کو کنٹرول کرنا ہوگا۔ اپنے نفس کا محاسبہ ہر لحہ کرتے رہنا ہوگا کہ مجھ سے ایسا کوئی گناہ یا غلطی نہ ہو جائے جس سے میرا اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے۔ اس کے لیے بہت سی قربانیاں دینا ہوں گی اور پھر دوسروں تک حق بات پہنچانے کی حتی الامکان کوشش کرتے رہنا ہوگا۔ دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دینا مسلمان کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اور ہمیں یہ کام زندگی کے آخری سانس تک کرتے رہنا ہوگا۔ ہمیں اس چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ ان کوششوں کے نتائج کب نکلیں گے' خلوصِ دل سے کی گئی کوششیں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں۔ ہمیں یاد رکھنا ہوگا کہ جنگ بدر میں جو نیکوکار شہید ہوئے تھے' انہوں نے مسلمانوں کی سلطنت قائم ہوتے نہیں دیکھی تھی۔ لہٰذا دل کو بار بار اللہ کا وہ فرمان یاد دلانے کی ضرورت ہے۔

''اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک اُمت وسط بنایا ہے' تاکہ تم دُنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہوں۔'' (سورۃ البقرہ:143)

اللہ کی رحمت پر بھروسہ

اللہ کی رحمت پر بھروسہ رکھا جائے اور اپنے غم کو اس انتہا پر جانے سے روکا جائے جہاں پر دل شکستگی انسان کو بے عمل بنا دیتی ہے۔ قرآن میں انسان کا حوصلہ بڑھایا گیا ہے اور تسلی دی گئی ہے:

﴿وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ (سورۃ آل عمران)

''دل شکستہ نہ ہونا اور غم نہ کرنا' تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔''

جو انسان سچے دل سے ان آیات کو پڑھے گا اور عمل کرے گا' وہ اپنے مہربان خالق کو اپنے قریب پائے گا۔

ذکر الٰہی' دُعا اور توبہ

غموں کے مقابلے میں بہترین ڈھال دُعا اور ذکر ہے۔ دُعا عبادت کا جوہر ہے' مومن کا ہتھیار ہے۔ حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ مایوسی کو دُور بھگانے کے لیے ہر وقت ذکر کرتے رہیں' تاکہ شیطان کے ہتھکنڈے ناکام ہو جائیں۔ اس کے لیے ہم میں سے ہر ایک کو انفرادی طور پر اللہ سے سچی توبہ کرنا ہوگی' خلوص دل سے استغفار کرنا ہوگا' تاکہ وہ غلطیاں جو پہلے سرزد ہوئیں دوبارہ نہ ہوں۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ اس کے نتائج وہ سامنے آئیں گے جس سے آپ کا دل خوش ہو جائے گا۔ اللہ ہمیں قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بے شک فجر کے قرآن کی گواہی دی جائے گی

محمد سمیع

موقع تھا اُسرہ کے اجتماع کا' اور رفقاء اپنی اپنی نمازوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ گفتگو سے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ ویسے تو رفقاء الحمدللہ تمام نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن فجر کی نماز ہی ایک ایسی نماز ہے جس کا باجماعت ادا کرنا بالعموم رفقاء کے لیے مشکل امر ہے' بلکہ قضا کا معاملہ بھی کبھی کبھار ہو جاتا ہے۔ ایسے میں ایک صاحب فرمانے لگے کہ میرے لئے تو یہ امر اور بھی مشکل تھا کیونکہ میرے کام کی نوعیت ایسی ہے کہ مجھے رات گئے تک کام کرنا پڑتا ہے' لہٰذا علی الصبح اٹھنا انتہائی مشکل لگتا تھا لیکن الحمدللہ پچھلے چند ماہ سے اس میں بہتری پیدا ہوئی ہے۔ وہ کیسے؟ ایک رفیق نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔ بھائی جان صبح صبح موبائل فون کے ذریعے جگا دیتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ وہ اپنے امیر کو بھائی جان ہی کہا کرتے تھے۔

میں سوچنے لگا کہ کتنے مبارک ہیں وہ لوگ جو میڈیا کو اپنی شہوانی جذبات کی تسکین کی بجائے نیکی کے فروغ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب میرے لئے بھی فجر کی نماز کے لیے اٹھنا کارے دارد تھا۔ روزانہ یا تو جماعت جاتی رہتی یا قضا کا معاملہ ہو جاتا تھا۔ روزانہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا اور اگلی صبح معاملہ وہیں کا وہیں رہتا یعنی زمین جنبد نہ جنبد گل محمد۔ دعا مانگتے ہوئے شرمندگی بھی ہوتی تھی۔ پھر ایک دن شرم آ ہی گئی۔ الحمدللہ اب پہلے جیسا معاملہ تو نہیں رہا لیکن اب تک میں ان لوگوں میں اپنے آپ کو شامل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا جن کی نماز فجر کی سرے سے بغیر جماعت کے ہوتی ہی نہیں۔ بہرحال' اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری اصلاح احوال میں میری مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جہاں اس نے اتنی بہتری پیدا کر دی ہے وہاں مجھے اس مقام تک بھی پہنچائے کہ میں فجر کی باجماعت نماز کبھی نہ چھوڑوں۔

مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ ناظم تربیت نے جب میری فجر کی باجماعت نماز میں کوتاہی پر میری سرزنش کی تھی تو میں نے جواب میں یہ لکھا تھا کہ آپ تو جماعتوں کے چھوٹنے کی بات کرتے ہیں یعنی آپ نے کمیت پر سرزنش فرمائی ہے جب کہ میرا معاملہ یہ ہے کہ میں تو اس کی کیفیت پر روتا ہوں۔ پتہ نہیں میرے نفس نے یہ بات مجھے اپنی پوزیشن کلیئر کرنے کے لئے سجھائی تھی یا واقعی معاملہ ایسا ہی تھا۔ البتہ ایک بات تو طے ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ فضل کا معاملہ نہ فرمایا تو مجھے شدید اندیشہ ہے کہ میری تمام کی تمام نمازیں میرے منہ پر مار دی جائیں گی۔ اللھم حاسبنی حسابا یسیرا۔ آمین!

میں سمجھتا ہوں کہ اس کمزوری پر قابو پانے کا سب سے بنیادی ذریعہ یہ ہے کہ انسان اپنی قوت ارادی کو مضبوط کرے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا رہے۔ نمازوں کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب تک کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا اس کے لئے یہ معاملہ انتہائی کٹھن رہتا ہے اور اس کا حال اس شعر کے مصداق ہو جاتا ہے کہ۔

جانتا ہوں ثواب زہد و طاعت
پر طبیعت ادھر نہیں آتی

میں سوچنے لگا کہ کتنے مبارک ہیں وہ لوگ جو میڈیا کو اپنی شہوانی جذبات کی تسکین کی بجائے نیکی کے فروغ کے لئے استعمال کرتے ہیں

نمازوں کی کیفیت کی بہتری کے لیے تو رہنمائی ہمیں قرآن وحدیث سے ملتی ہی رہتی ہے' کیونکہ ہمارے اجتماعات میں ان باتوں کا اعادہ ہوتا رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے عظیم صحابہ کرامؓ تو ہم سب کے لئے مشعل راہ ہیں کیونکہ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں کہ جن کے معیار پر تو قیامت تک آنے والے مسلمان بھی پورے نہیں اتر سکتے' البتہ اکابرین امت کی زندگیوں سے بھی ہمیں دین کے معاملات میں رہنمائی ملتی ہے۔ گزشتہ دنوں بابا فریدؒ کے بارے میں مطالعہ کرتے ہوئے ایک ایسا واقعہ میرے علم میں آیا جس نے مجھے بہت متاثر کیا۔ میں اس واقعہ کو یہاں نقل کرتا ہوں۔ کیا پتہ اس سے کتنوں کو ہدایت حاصل ہو جائے اور میری نجات اخروی کا ذریعہ بن جائے۔

''ایک دن کسی بزرگ کی مجلس میں دیگر صوفیاء کے ساتھ بابا فریدؒ بھی موجود تھے۔ گفتگو کے دوران ایک درویش نے صاحب مجلس سے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہا: کل رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میری موت واقع ہو چکی ہے اور میری روح شدید اضطراب میں مبتلا ہے۔ صاحب مجلس نے درویش کا خواب سنا اور علم کے مطابق تعبیر بیان کی۔ جب وہ بزرگ خاموش ہو گئے تو حضرت بابا فریدؒ نہایت ادب کے ساتھ صاحب مجلس سے مخاطب ہوئے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس خواب کے سلسلے میں کچھ عرض کروں۔ صاحب مجلس نے نوجوان کے تابناک چہرے کی طرف دیکھا اور پھر شفقت آمیز لہجے میں کہا: علم کسی کی میراث نہیں۔ اگر تم خواب کو کسی اور زاویئے سے سمجھ سکے ہو تو بلا جھجک اپنا مفہوم بیان کرو۔ مقصد تو یہ ہے کہ کسی طرح خواب کی تعبیر حاصل کی جائے۔ ممکن ہے کہ اللہ نے تمہارے ذہن رسا پر خواب کی تعبیر منکشف کر دی ہو۔ اجازت پاتے ہی بابا فریدؒ ان درویش سے مخاطب ہوئے جنہوں نے یہ خواب دیکھا۔ کہنے لگے: اس خواب میں موت سے مراد حقیقی موت نہیں۔ اپنی کم علمی کے باوجود جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں اس کے مطابق محسوس ہوتا ہے کہ شاید آپ سے فجر کی نماز قضا ہو گئی ہے۔ تمام مجلس پر سکوت طاری تھا۔ جیسے ہی بابا فریدؒ خاموش ہوئے' ان بزرگ نے بے اختیار ہو کر کہا: نوجوان! تمہاری پیش کردہ تعبیر درست ہے۔ واقعتاً آج میری فجر کی نماز قضا ہو گئی۔ جب میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مر چکا ہوں تو شدتِ خوف سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے گھبرا کر چاروں طرف نگاہ کی۔ اس وقت مجھے یہ احساس ہوا کہ نماز فجر کا وقت گزر چکا ہے اور سورج طلوع ہو رہا ہے۔ جب درویش نے نماز فجر کی قضا کا اعتراف کر لیا تو بابا فریدؒ نے فرمایا: ''نماز کا قضا ہو جانا بھی ایک مسلمان کے لیے موت کی حیثیت رکھتا ہے۔ میرے نزدیک یہی آپ کے خواب کی تعبیر ہے۔''

تو آپ نے دیکھا کہ بابا فریدؒ نے یہ نہیں فرمایا کہ نماز فجر کا قضا ہو جانا بھی ایک مسلمان کے لئے موت کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب عام نمازوں کے بارے میں بابا فریدؒ کا یہ احساس تھا تو نماز فجر کے بارے میں تو قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے کہ ''بیشک فجر کے قرآن (نماز فجر) کی گواہی دی جائے گی۔''

آخر میں دُعا کرتا ہوں کہ۔

خدا ''مجھے'' کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ ''میرے'' بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

حزب اللہ کی فضائی قوت؟

ایاز امیر

''لبنانی وزیراعظم میڈیا کے سامنے رونے پر اس لئے مجبور ہوئے کیونکہ ان کے ملک کی دفاعی اہلیت کمزور ہے۔ پاکستان کے ساتھ کبھی کچھ ایسا نہیں ہونے دیا جائے گا!'' یہ گوہر دانائی پاک فضائیہ کے سربراہ چیف مارشل تنویر محمود احمد کا فر مودہ ہے۔ اس قسم کے بیانات کی فہرست میں یہ بیان واقعی سرفہرست اور قابلِ اعزاز ٹھہرتا ہے۔ سوچنے کی بات البتہ یہ ہے کہ جب سے ہمارے فضائی سربراہان کو صرف ایئر مارشل کی بجائے ایئر چیف مارشل کہا جانے لگا ہے تو ہماری فضائیہ ہی کو کچھ ہو گیا ہے۔ اپنی تمام تر عسکری قوت اور فوجی ساز و سامان کے باوجود ہماری ثابت شدہ جنگی اہلیت چھ تا سات دن کی پر جوش لڑائی سے زیادہ نہیں۔ اس کے بعد ہمارا جوش ختم ہو جاتا ہے اور ہم جنگ بندی کے لئے واویلا شروع کر دیتے ہیں۔

1965ء کی جنگ بھی جب' بمشکل ابھی اپنے وسط تک ہی پہنچی تھی کہ پاکستان کے نام نہاد فیلڈ مارشل ایوب خان جنگ بندی کے لئے بے چین ہو گئے۔ 1971ء میں جنرل یحییٰ اور جنرل سٹاف والے بھی مشرقی پاکستان کے مخمصے سے باہر نکلنے کے لئے کسی آسمانی امداد کا انتظار کرتے رہے۔

1999ء میں مسئلہ کارگل کے معمار بھی وہ جرنیل تھے جو پاک فوج کے پیدا کردہ بہترین نابغے سمجھے جاتے ہیں۔ کارگل کے تنازعے کا آغاز کرتے ہوئے یہ جرنیل صاحبان خود کو رومل تصور کر رہے تھے لیکن پھر جلد ہی انہیں احساس ہو گیا کہ انہوں نے ایک ایسا کام کر لیا ہے جس کے نتائج سہارنے کی استطاعت نہیں ہے۔ چنانچہ چھوٹے پیمانے کی جو جنگ خود شروع کی گئی تھی اس کے نتائج سے بچنے کے لیے امریکی مدد کے حصول کی غرض سے اس وقت کے وزیراعظم میاں نواز شریف کو واشنگٹن بھجوا دیا گیا۔

اس قابلِ افسوس ریکارڈ کے ساتھ ہمیں یہ ہمت بھی کیسے ہوتی ہے کہ لبنان جیسے چھوٹے ملک کے بارے میں حقارت سے کوئی بات کریں؟ اس ملک کا کل رقبہ سرگودھا اور راولپنڈی ڈویژنوں کے مجموعی رقبے سے ذرا ہی زیادہ ہو گا لیکن وہاں کے عوام ایسی شجاعت اور دلیری دکھا رہے ہیں جس کا ایک رتی برابر حصہ بھی ہم نے کبھی اپنی پوری تاریخ میں ظاہر نہیں کیا۔ حزب اللہ کے پاس نہ تو ایف سولہ طیارے ہیں اور نہ ہی وہ فضائی حملوں سے حفاظت کا نظام رکھتی ہے' لیکن اس کے باوجود وہ بڑی بہادری کے ساتھ اسرائیل کا مقابلہ کر رہی ہے' حالانکہ اسرائیلی فوج کا شمار دنیا کی مضبوط ترین افواج میں ہوتا ہے۔ چار ہفتوں سے یہ جنگ جاری ہے اور اب یہ پانچویں ہفتے میں داخل ہو رہی ہے لیکن اس کے باوجود حزب اللہ نے پسپائی یا کمزوری کی کوئی علامت ظاہر نہیں کی۔ کوئی بھی عرب فوج اتنے عرصے تک اسرائیل کا مقابلہ نہیں کر پائی اور کوئی بھی عرب فوج اس قدر طاقت اور استحکام کا مظاہرہ کبھی نہیں کر سکی۔ حزب اللہ کو توڑنے کی بجائے خود اسرائیلی فوج جنوبی لبنان میں پھنس کر رہ گئی ہے۔

لبنان کی جنگ کے بارے میں کچھ کہنے سے قبل ایئر چیف مارشل تنویر محمود کو اپنی آنکھوں سے پردے ہٹا لینے چاہئیں۔ پاکستانی حکمرانوں میں تو اتنی ہمت اور تہذیب بھی نہیں آئی کہ وہ اسرائیلی جارحیت کی واضح الفاظ میں مذمت کر سکیں!!

ایک وقت وہ تھا جب 1973ء کی عرب اسرائیل جنگ میں پاکستان نے اپنے لڑاکا پائلٹ شام بھیجے تھے اور یہ بات شام نے آج تک نہیں بھلائی ہے آج حالت یہ ہے کہ ہم لبنان کے بارے میں مناسب الفاظ تک کہنے کی استطاعت نہیں رکھتے

ہماری حکومت تو ایسی مبہم باتیں اس حوالے سے کرتی رہی ہے جو کوئی سمجھ ہی نہیں پا رہا ہے اور اس کا جو مؤقف ہے وہ بھی کسی کو واضح دکھائی نہیں دیتا۔ جب ہم خود کوئی باوقار کام نہیں کر سکتے تو ہمیں کم از کم ایسی باتوں سے تو گریز کرنا چاہئے جن کی وجہ سے پاکستان کی حیثیت انتہائی حماقت خیز بن جائے۔

عالمی سطح پر پاکستان کو ایک ''واحد فون کال والے'' ملک کی حیثیت سے شہرت ملی ہے' کیونکہ 9/11 کے بعد کولن پاول کی صرف ایک فون کال پر ہی ہم امریکہ کو فوجی اڈوں سمیت ہر وہ رعایت اور معاونت دینے پر تیار ہو گئے جو وہ چاہتا تھا۔ افغانستان پر امریکی حملے کے بعد طالبان کے سفیر ملا ضعیف کو بھی امریکہ کے حوالے کرنے میں ہمیں کوئی قباحت نظر نہیں آئی۔ ملا ضعیف چاہے ہٹلر کے بھی سفیر ہوتے لیکن ان کی تعیناتی ہمارے ملک میں ہوئی تھی اور عالمی قوانین کے تحت ہم ان کی حفاظت کے پابند تھے' لیکن یہ حفاظت ہم انہیں دے نہیں پائے۔ پھر کسی دوسرے ملک کی مشکلات کے بارے میں بات کرنے کا اخلاقاً ہمیں کیا اختیار حاصل ہے؟

مشرقِ وسطیٰ میں ہم اس وقت ایک دوسرے ویت نام کا ظہور ملاحظہ کر رہے ہیں۔ اسرائیلی سمجھ رہے تھے کہ وہ حزب اللہ کو ختم کر دیں گے لیکن انہیں مسلسل حیرتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے

بیروت میں عرب لیگ کے وزرائے خارجہ سے خطاب کے دوران اپنے ملک کے خلاف اسرائیلی جارحیت کا ذکر کرتے ہوئے لبنانی وزیراعظم جذبات سے مغلوب ہو گئے تھے۔ کسی بھی پاکستانی لیڈر پر ایسے جذبات کا غلبہ آخری بار کب ہوا تھا؟ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ ایک دن ہم افغانستان کے ساتھ پر امن روابط رکھے ہوتے ہیں لیکن اگلے ہی دن واشنگٹن کے اشارے پر اس کی تباہی میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ ایک دن کشمیر میں حریت کی تحریک کی حمایت کرتے ہیں تو راتوں رات پھر بھارتی اشاروں پر ناچنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ بھارت نے جامع مذاکرات کو ایک مذاق بنا کر رکھ دیا ہے' لیکن اس کے باوجود بھی اپنے ہر قول و فعل سے ہم اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے کوشاں ہیں۔ لبنان کے بارے میں کچھ کہنے کا ہمیں کوئی حق نہیں!!

اگر آپ جنوبی لبنان میں جنگ کی اصل تصویر دیکھنا چاہتے ہیں تو بی بی سی یا سی این این نہ دیکھیں' کیونکہ یہ دونوں ہی اسرائیلی فوج کے دفاع کے سوا اور کچھ نہیں کرتے۔ آپ کو اسرائیلی پریس اور خاص طور پر ہا آرٹس (www.haaretz.com) کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اسرائیلی اگرچہ اب بھی جنگ کے حق میں ہیں لیکن ان کی اکثریت اس لڑائی کے طریقِ کار پر معترض ہو چکی ہے۔ انہیں ایک فوری فتح کا یقین دلایا گیا تھا لیکن یہ محض ایک سراب ثابت ہوا۔ اسرائیلی فوج کو بھاری نقصانات اٹھانا پڑے ہیں' جبکہ حزب اللہ کی جانب سے اب بھی شمالی اسرائیل پر راکٹوں کی بارش ہو رہی ہے۔

اسرائیلی جنگی کارکردگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جی او سی ناردرن کی کمان میجر جنرل عدی آدم سے لے کر میجر جنرل موشے کپلنسکی کے حوالے کر دی گئی ہے۔ کافی بحث و مباحثے کے بعد اسرائیلی کابینہ کی جانب سے جنوبی لبنان میں حملوں کی توسیع کا فیصلہ بھی اب تک وہاں ہونے والی ناکامیوں کا غماز معلوم ہوتا ہے۔

ہا آرٹس کی ایک خبر کے مطابق بدھ کے دن ''جھڑپوں کے سلسلے میں'' IDF کے پندرہ سپاہی ہلاک ہوئے۔ خبر میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ''بدھ کے دن ہونے والی کارروائیوں میں پچیس فوجی زخمی ہوئے جن میں چھ کو شدید زخم آئے۔''

ایک اور اقتباس بھی ملاحظہ کیجئے' ''دن ایک بج کر چالیس منٹ پر مغربی حصے میں ایطاء الشعب نامی گاؤں میں آئی ڈی ایف کے مرکاوہ ٹینک پر دھماکہ خیز مواد پر مبنی کسی ہتھیار سے حملہ ہوا۔ اس حملے میں ٹینک کا چار رکنی عملہ موقع پر ہی ہلاک

ہو گیا۔ جس قسم کا نقصان اس ٹینک کو پہنچا ہے (اس کی اوپری چرخی تباہ ہوئی ہے)' اس سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے اس پر کسی بڑے ہتھیار سے حملہ کیا گیا تھا شمالی کمان کے ایک افسر نے ہا آرٹس کو بتایا ہے کہ غالب امکان یہ ہے کہ اس ٹینک پر اینٹی میزائل گرایا گیا ہو۔ اس ٹینک اور اس میں ہلاک ہونے والے عملے کی لاشوں کو نکالنے کی کوشش سخت لڑائی کے دوران ہوتی رہی اور یہ کوشش بدھ کی رات دیر تک جاری رہی۔ دن کا شدید ترین حملہ دوپہر دو بجے کے قریب ہوا' جب ایک یا دو اینٹی ٹینک میزائل دیبل میں آئی ڈی ایف کے ان فوجیوں پر گرائے گئے جنہوں نے وہاں ایک مکان پر قبضہ کیا تھا۔ اس حملے میں نو فوجی ہلاک ہوئے جن میں سے دو ہسپتال لے جاتے ہوئے دم توڑ گئے تھے۔ زخمیوں کی تعداد گیارہ ہے' جن میں سے تین شدید زخمی ہیں۔ حزب اللہ کی شدید فائرنگ کی بدولت امدادی کارروائیوں میں ایک بار پھر رکاوٹ پیش آئی۔'' مزید یہ بھی لکھا ہے کہ ''اس سیکٹر کے کمانڈروں نے بتایا کہ حزب اللہ کے گوریلے اسرائیلی فوجیوں کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ آئی ڈی ایف کے مورچوں کا تجزیہ کر رہے ہیں اور جہاں بھی انہیں حفاظتی اقدامات میں نقص دکھائی دیتا ہے تو وہاں فوجیوں کو نشانہ بنانے سے نہیں چوکتے ہیں۔''

ان ساری باتوں سے اسرائیل کو یقیناً جنگ کا مزا مل جانا چاہئے۔ اپنی پوری تاریخ میں اسے کبھی ایسی جنگ درپیش نہیں آئی۔ عرب افواج تو چند دن کی لڑائی کے بعد ہی اس سے مغلوب ہو کر عرب ممالک کو اس کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ موجودہ صورتحال اس لحاظ سے بھی مختلف ہے کہ اسرائیل کو اس وقت ایک ایسی جنگ لڑنا پڑ رہی ہے جس کے حربے اس کے دشمن کے مرتب کردہ ہیں۔ اسرائیل چاہے اپنے فوجیوں کی تعداد جتنی بھی بڑھا لے لیکن گوریلا حملوں کا سامنا اسے مسلسل کرنا ہی پڑے گا۔

مشرقِ وسطیٰ میں ہم اس وقت ایک دوسرے ویت نام کا ظہور ملاحظہ کر رہے ہیں۔ یہاں کا پہلا ویت نام عراق تھا۔ امریکیوں کا خیال تھا کہ عراق پر انہیں بلا دقت قبضہ حاصل ہو جائے گا لیکن حقیقت اب ان پر کھل چکی ہے۔ اسی طرح اسرائیلی سمجھ رہے تھے کہ وہ حزب اللہ کو ختم کر دیں گے لیکن انہیں مسلسل حیرتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

یہ بات صرف سادہ لوح افراد ہی مانیں گے کہ حزب اللہ کی جانب سے دو اسرائیلی فوجیوں کا اغواء جنگ کا سبب بنا ہے۔ اس بات کے بڑے واضح ثبوت موجود ہیں کہ اسرائیل حزب اللہ پر حملے کی منصوبہ بندی ایک عرصے سے کر رہا تھا۔ یہ الگ بات کہ اس کا نتیجہ اس کے اندازوں کے برعکس نکلا ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا جہاں تک تعلق ہے تو اس کے اگلے ممکنہ قدم کی ہمیں کوئی خبر نہیں۔ ہمیں بس اتنا ہی پتہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایران پر حملے کی تیاریوں میں ہو۔ یہ خیال بذاتِ خود حواس مختل کر دیتا ہے لیکن واشنگٹن کے جنگ پسند عناصر کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ ہمارے لئے زیادہ مایوس کن چیز مسلم دنیا کی بے بسی ہے۔ امریکی طاقت کے خطرے نے عرب اور مسلمان حکمرانوں کو جس طرح مبہوت کیا ہوا ہے اس کی کہیں کوئی مثال ہی نہیں۔ انہیں حزب اللہ کی امداد کے لئے اپنی فوجیں بھیجنے کو کوئی نہیں کہہ رہا' لیکن یہ لوگ کم از کم اپنی آواز تو اب کے مقابل کچھ زیادہ بلند کر سکتے ہیں!!

ایک وقت وہ تھا جب 1973ء کی عرب اسرائیل جنگ میں پاکستان نے اپنے لڑاکا پائلٹ شام بھیجے تھے اور یہ بات شام نے آج تک نہیں بھلائی ہے (ہمارا نہیں خیال کہ ایئر چیف مارشل تنویر ایسی کسی غلطی کے مرتکب ہو سکتے ہیں!)۔ آج حالت یہ ہے کہ ہم لبنان کے بارے میں مناسب الفاظ تک کہنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ آج کل پاکستانی ہونا قابل فخر نہیں رہا ہے!!

حزب اللہ کے پاس کوئی ایف سولہ طیارے نہیں لیکن اس کے باوجود بھی وہ دنیا کی بہترین افواج میں شمار ہونے والی ایک فوج کو ناکوں چنے چبوا رہی ہے' اور ہمارے پاس چاہے پانچ سو ایف سولہ طیارے ہی کیوں نہ ہوں لیکن استحکام کے بحران کی صورت میں ہم کسی واحد فون کال پر ہی سب کچھ چھوڑ چھاڑ دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ (بشکریہ روزنامہ ''ایکسپریس'')

[یاد رہے کہ یہ مضمون لبنان میں جنگ بندی سے پہلے لکھا گیا ہے]

حمدِ باری تعالیٰ

اُمِ معید

خدایا کون ہے ثانی تیرا سارے زمانے میں — تُو ہی تو واحدِ بے مثل ہے اِس کارخانے میں
تیری قدرت سے بچھتا ہے زمین پر فرشِ مخمل کا — ستاروں کے ٹکے موتی فلک کے شامیانے میں
تو ہی عالم کا خالق ہے تو ہی بندوں کا مالک ہے — تیرا سکہ ثبت دیکھا ہے' ہم نے دانے دانے میں
تو شاہوں کو گدا کر دے' گدا کو بادشاہ کر دے — اشارہ تیرا کافی ہے گھٹانے میں بڑھانے میں
تیرے دربارِ رحمت سے گناہ گاروں کی بخشش ہو — کمی کیا ہے تیرے مولا سخاوت کے خزانے میں
خدایا کون ہے ثانی تیرا سارے زمانے میں — تُو ہی تو واحدِ بے مثل ہے اِس کارخانے میں

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی کے

رجوع الی القرآن کورس

میں داخلے کے لیے طالبانِ قرآن سے درخواستیں مطلوب ہیں!

تعلیم یافتہ حضرات کے لیے قرآن حکیم کو سمجھنے اور فہم دین کے حصول کا سنہری موقع

یہ کورس بنیادی طور پر گریجوایٹس اور پوسٹ گریجوایٹس کے لیے ترتیب دیا گیا ہے' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم گریجوایشن کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' انہیں اس کورس کے ذریعے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے ـــــ تاہم بعض استثنائی صورتوں میں ایف اے کی بنیاد پر بھی اس کورس میں داخلہ لیا جا سکتا ہے۔

نصاب

۱) عربی صرف ونحو
۲) ترجمہ قرآن (تقریباً پانچ پارے)
۳) آیاتِ قرآنی کی صرفی ونحوی تحلیل (تقریباً دو پارے)
۴) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہ نمائی (منتخب دروسِ قرآن)
۵) تجوید وحفظ
۶) مطالعۂ حدیث
۷) اصطلاحاتِ حدیث
۸) اضافی محاضرات

○ کورس کا آغاز ان شاء اللہ ستمبر کے پہلے ہفتے سے ہوگا اور کورس کا دورانیہ نو (9) ماہ ہوگا۔

کورس کا تفصیلی پراسپکٹس

جس میں داخلے سے متعلق ضروری معلومات کے علاوہ کورس میں شامل مضامین کی تفصیل' طریق تدریس اور نظام الاوقات کی وضاحت بھی شامل ہے' درج ذیل پتے سے حاصل کریں:

ناظم برائے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس

36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور (فون: 042-5869501-03)

ہو گیا۔ جس قسم کا نقصان اس ٹینک کو پہنچا ہے (اس کی اوپری چرخی تباہ ہوئی ہے)' اس سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے اس پر کسی بڑے ہتھیار سے حملہ کیا گیا تھا شمالی کمان کے ایک افسر نے ہا آرٹس کو بتایا ہے کہ غالب امکان یہ ہے کہ اس ٹینک پر اینٹی میزائل گرایا گیا ہو۔ اس ٹینک اور اس میں ہلاک ہونے والے عملے کی لاشوں کو نکالنے کی کوشش سخت لڑائی کے دوران ہوتی رہی اور یہ کوشش بدھ کی رات دیر تک جاری رہی۔ دن کا شدید ترین حملہ دوپہر دو بجے کے قریب ہوا' جب ایک یا دو اینٹی ٹینک میزائل ویبل میں آئی ڈی ایف کے ان فوجیوں پر گرائے گئے جنہوں نے وہاں ایک مکان پر قبضہ کیا تھا۔ اس حملے میں نو فوجی ہلاک ہوئے جن میں سے دو ہسپتال لے جاتے ہوئے دم توڑ گئے تھے۔ زخمیوں کی تعداد گیارہ ہے' جن میں سے تین شدید زخمی ہیں۔ حزب اللہ کی شدید فائرنگ کی بدولت امدادی کارروائیوں میں ایک بار پھر رکاوٹ پیش آئی۔'' مزید یہ بھی لکھا ہے کہ ''اس سیکٹر کے کمانڈروں نے بتایا کہ حزب اللہ کے گوریلے اسرائیلی فوجیوں کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ آئی ڈی ایف کے مورچوں کا تجزیہ کر رہے ہیں اور جہاں بھی انہیں حفاظتی اقدامات میں نقص دکھائی دیتا ہے تو وہاں فوجیوں کو نشانہ بنانے سے نہیں چوکتے ہیں۔''

ان ساری باتوں سے اسرائیل کو یقیناً جنگ کا مزا ل جانا چاہئے۔ اپنی پوری تاریخ میں اسے کبھی ایسی جنگ در پیش نہیں آئی۔ عرب افواج تو چند دن کی لڑائی کے بعد ہی اس سے مغلوب ہو کر عرب ممالک کو اس کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ موجودہ صورتحال اس لحاظ سے بھی مختلف ہے کہ اسرائیل کو اس وقت ایک ایسی جنگ لڑنا پڑ رہی ہے جس کے حربے اس کے دشمن کے مرتب کردہ ہیں۔ اسرائیل چاہے اپنے فوجیوں کی تعداد جتنی بھی بڑھا لے لیکن گوریلا حملوں کا سامنا اسے مسلسل کرنا ہی پڑے گا۔

مشرق وسطیٰ میں ہم اس وقت ایک دوسرے ویت نام کا ظہور ملاحظہ کر رہے ہیں۔ یہاں کا پہلا ویت نام عراق تھا۔ امریکیوں کا خیال تھا کہ عراق پر انہیں بلا دقت قبضہ حاصل ہو جائے گا لیکن حقیقت اب ان پر کھل چکی ہے۔ اسی طرح اسرائیلی سمجھ رہے تھے کہ وہ حزب اللہ کو ختم کر دیں گے لیکن انہیں مسلسل حیرتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

یہ بات صرف سادہ لوح افراد ہی مانیں گے کہ حزب اللہ کی جانب سے دو اسرائیلی فوجیوں کا اغواء جنگ کا سبب بنا ہے۔ اس بات کے بڑے واضح ثبوت موجود ہیں کہ اسرائیل حزب اللہ پر حملے کی منصوبہ بندی ایک عرصے سے کر رہا تھا۔ یہ الگ بات کہ اس کا نتیجہ اس کے اندازوں کے برعکس نکلا ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا جہاں تک تعلق ہے تو اس کے اگلے ممکنہ قدم کی ہمیں کوئی خبر نہیں۔ ہمیں بس اتنا ہی پتہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ ایران پر حملے کی تیاریوں میں ہو۔ یہ خیال بذاتِ خود حواس مختل کر دیتا ہے لیکن واشنگٹن کے جنگ پسند عناصر کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ ہمارے لئے زیادہ مایوس کن چیز مسلم دنیا کی بے بسی ہے۔ امریکی طاقت کے خطرے نے عرب اور مسلمان حکمرانوں کو جس طرح مبہوت کیا ہوا ہے اس کی کہیں کوئی مثال ہی نہیں۔ انہیں حزب اللہ کی امداد کے لئے اپنی فوجیں بھیجنے کو کوئی نہیں کہہ رہا' لیکن یہ لوگ کم از کم اپنی آواز تو اب کے مقابل کچھ زیادہ بلند کر سکتے ہیں!!

ایک وقت وہ تھا جب 1973ء کی عرب اسرائیل جنگ میں پاکستان نے اپنے لڑاکا پائلٹ شام بھیجے تھے اور یہ بات شام نے آج تک نہیں بھلائی ہے (ہمارا نہیں خیال کہ ایئر چیف مارشل تنویر ایسی کسی غلطی کے مرتکب ہو سکتے ہیں!)۔ آج حالت یہ ہے کہ ہم لبنان کے بارے میں مناسب الفاظ تک کہنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ آج کل پاکستانی ہونا قابل فخر نہیں رہا ہے!!

حزب اللہ کے پاس کوئی ایف سولہ طیارے نہیں لیکن اس کے باوجود بھی وہ دنیا کی بہترین افواج میں شمار ہونے والی ایک فوج کو ناکوں چنے چبوا رہی ہے' اور ہمارے پاس چاہے پانچ سو ایف سولہ طیارے ہی کیوں نہ ہوں لیکن استحکام کے بحران کی صورت میں ہم کسی واحد فون کال پر ہی سب کچھ چھوڑ چھاڑ دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ (بشکریہ روزنامہ ''ایکسپریس'')

[یاد رہے کہ یہ مضمون لبنان میں جنگ بندی سے پہلے لکھا گیا ہے۔]

حمدِ باری تعالیٰ

اُمِ معید

خدایا کون ہے ثانی تیرا سارے زمانے میں	تُو ہی تو واحدِ بے مثل ہے اِس کارخانے میں
تیری قدرت سے بچھتا ہے زمین پر فرشِ مخمل کا	ستاروں کے ٹکے موتی فلک کے شامیانے میں
تو ہی عالم کا خالق ہے تو ہی بندوں کا مالک ہے	تیرا سکہ ثبت دیکھا ہے' ہم نے دانے دانے میں
تو شاہوں کو گدا کر دے' گدا کو بادشاہ کر دے	اشارہ تیرا کافی ہے گھٹانے میں بڑھانے میں
تیرے دربارِ رحمت سے گناہ گاروں کی بخشش ہو	کمی کیا ہے تیرے مولا سخاوت کے خزانے میں
خدایا کون ہے ثانی تیرا سارے زمانے میں	تُو ہی تو واحدِ بے مثل ہے اِس کارخانے میں

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی کے

رجوع الی القرآن کورس

میں داخلے کے لیے طالبانِ قرآن سے درخواستیں مطلوب ہیں!

تعلیم یافتہ حضرات کے لیے قرآن حکیم کو سمجھنے اور فہم دین کے حصول کا سنہری موقع

یہ کورس بنیادی طور پر گریجوایٹس اور پوسٹ گریجوایٹس کے لیے ترتیب دیا گیا ہے' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم گریجوایشن کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' انہیں اس کورس کے ذریعے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے ــــــ تاہم بعض استثنائی صورتوں میں ایف اے کی بنیاد پر بھی اس کورس میں داخلہ لیا جا سکتا ہے۔

نصاب

۱) عربی صرف ونحو
۲) ترجمہ قرآن (تقریباً پانچ پارے)
۳) آیاتِ قرآنی کی صرفی ونحوی تحلیل (تقریباً دو پارے)
۴) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی (منتخب دروسِ قرآن)
۵) تجوید وحفظ
۶) مطالعۂ حدیث
۷) اصطلاحاتِ حدیث
۸) اضافی محاضرات

o کورس کا آغاز ان شاء اللہ ستمبر کے پہلے ہفتے سے ہوگا اور کورس کا دورانیہ نو (9) ماہ ہوگا۔

کورس کا تفصیلی پراسپکٹس

جس میں داخلے سے متعلق ضروری معلومات کے علاوہ کورس میں شامل مضامین کی تفصیل' طریق تدریس اور نظام الاوقات کی وضاحت بھی شامل ہے' درج ذیل پتے سے حاصل کریں:

ناظم برائے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس

36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور (فون: 042-5869501-03)

☆ دنیا کا پہلا مذہب کون سا ہے؟ ☆ کیا کسی شخص کو بددعا دی جا سکتی ہے؟

☆ 9 اور 10 محرم کے روزوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

☆ آج کے دور میں "اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز پر اونچی نہ کرو" کی قرآنی تعلیم پر عمل کیسے ہوگا؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: قرآن پاک میں نبی کریم ﷺ سے اونچی آواز میں بات کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آج کے دور میں اس حکم پر کیسے عمل ہوگا؟ (عبدالرحمٰن)

ج: آج کے دور میں اس پر عمل کی صورت یہ ہے کہ فرض کریں کہ دو آدمی آپس میں کسی مسئلہ پر گفتگو کر رہے ہیں۔ ایک اپنی دلیلیں دے رہا ہے' دوسرا اپنے دلائل دے رہا ہے۔ کسی موقع پر ایک آدمی کہتا ہے کہ نہیں' حضور ﷺ نے یوں فرمایا ہے۔ اب دوسرے پر لازم ہے کہ فوراً خاموش ہو جائے۔ اگر اس موقع پر بھی وہ کہتا ہے کہ میری رائے یہ ہے تو یہ بات اپنی آواز حضور ﷺ کی آواز سے اونچی کرنے کے مترادف ہوگی۔ اگرچہ اُسے یہ حق تو حاصل ہے کہ تحقیق کرے کہ جس بات کو حضور ﷺ سے منسوب کیا جا رہا ہے کیا وہ واقعی حدیث ہے بھی یا نہیں۔ فرض کریں تحقیق کے بعد ثابت ہو کہ وہ حدیث نہیں ہے یا ضعیف حدیث ہے تب تو وہ اپنی رائے دے سکتا ہے۔ بہرحال دوران گفتگو ایک فریق اگر کہہ دے کہ یہ قول رسول ﷺ ہے تو فریق ثانی کو خاموش ہو جانا چاہئے اور اپنی رائے نہیں دینی چاہئے۔

س: میں شرعی پردہ کرنا چاہتی ہوں' لیکن میرے بھائی اور والدہ پردے کے خلاف ہیں جبکہ میرے شوہر مجھے شرعی پردے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ ایسی صورت میں میری راہنمائی فرمائیں کہ مجھے اپنے شوہر کی بات پر عمل کرنا چاہئے یا بھائی اور والدہ کی؟ (ایک بہن)

ج: آپ کو اللہ تعالیٰ کا خصوصی شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے آپ کو ایسا شوہر عطا کیا ہے جو شرعی پردے کے حق میں ہے۔ والدہ اور بھائی کے حکم کی بالکل پروا نہ کریں۔ اس کی قطعاً کوئی حیثیت نہیں۔ شریعت کے حکم کے خلاف اگر شوہر بھی حکم دے تو اس کی اطاعت بھی لازم نہیں ہے۔ آپ اللہ کے حکم پر عمل کریں' فوراً پردہ شروع کر دیں۔

س: 9 اور 10 محرم کے روزوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (نوید)

ج: 9 اور 10 محرم کے روزے مسنون یعنی سنت سے ثابت ہیں اور یہ نفلی روزے شمار ہوں گے۔ ان کا پس منظر یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینے تشریف لائے تو آپؐ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہودی 10 محرم کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ وہ روزہ کیوں رکھتے ہیں' تو انہوں نے کہا کہ 10 محرم کو ہمیں آل فرعون سے نجات ملی تھی۔ فرعون غرق ہوا تھا اور ہمیں اُس سے آزادی ملی تھی۔ چنانچہ ہم شکرانے کے طور پر اُس دن (10 محرم کا) روزہ رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہم بھی موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں اور ہمارا حق تم سے زیادہ ہے۔ لہٰذا ہم بھی روزہ رکھیں گے۔ البتہ آپؐ نے یہود سے اس معاملے کو علیحدہ کرنے کے لئے صحابہؓ کو حکم دیا کہ تم لوگ 10 محرم کے ساتھ ساتھ 9 محرم کا روزہ بھی رکھو۔ یاد رہے کہ اُس وقت تک رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے۔

س: کیا ذکر "اللہ ھو" قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟ (شہباز احمد)

ج: یہ لفظ صوفیاء کرام کا اختیار کردہ ہے' جس کی شریعت میں کوئی سند نہیں ہے ہمارے نزدیک افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ ہے۔ پورا جملہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

س: آخرت میں جن لوگوں کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی' اُن کا کیا معاملہ ہوگا؟ (محمد طیب)

ج: اس حوالے سے سورۃ الاعراف میں ذکر ملتا ہے کہ ایک طرف جنت ہوگی اور ایک طرف جہنم۔ درمیان میں ایک فصیل حائل ہوگی۔ اس فصیل پر یہ لوگ منتظر ہوں گے کہ دیکھیں ہمارا معاملہ کیسے طے ہوتا ہے۔

س: کیا کسی شخص کا کسی کو بددعا دینا گناہ ہے؟ (مشتاق احمد)

ج: بددعا دینا گناہ نہیں ہے۔ جس شخص پر ظلم اور زیادتی کی گئی ہو وہ بددعا دے سکتا ہے۔ حضور ﷺ نے بھی کفار کے لئے بددعا دی ہے کہ اے اللہ کفار کے ٹھکانوں پر پتھر نازل فرما دے' اُن کی جمعیت کو بکھیر دے وغیرہ' لیکن کسی شخص کو بغیر جرم کے بددعا دی جائے تو یہ زیادتی ہے۔ اس کا گناہ ناجائز بددعا دینے والے کے کھاتے میں لکھا جائے گا۔

س: دنیا کا پہلا مذہب کون سا ہے؟ (فیاض الحسن)

ج: دنیا کا پہلا مذہب اسلام ہے۔ چونکہ حضرت آدمؑ پہلے انسان' مسلم' مومن اور نبی تھے۔ لہٰذا پہلا مذہب اسلام ہی ہوا۔

س: کیا علماء کرام کا کوئی وفد اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو متحد کرنے کے لئے کردار ادا کر سکتا ہے؟ (مجید الطاف)

ج: ہمارے خیال میں علماء کا وفد یہ کردار ادا نہیں کر سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء کو ہمارے معاشرے میں کوئی حیثیت و مقام حاصل نہیں ہے' جس کی وجہ سے کوئی بھی ان کی بات سننے کو تیار نہیں ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اسلامی ممالک کے حکمران بشمول پاکستانی حکمرانوں کے امریکہ کے طفیلی اور آلہ کار بن چکے ہیں۔ اور امریکہ کے پیروکار اسلام کی خدمت نہیں کر سکتے۔ بہرحال آپ کی خواہش اچھی ہے۔

✿✿ ضرورت رشتہ ✿✿

☆ کراچی سے تعلق رکھنے والی (سید سنی)' 33 سالہ رفیقۂ تنظیم اسلامی' شرعی پردے کی پابند' تعلیم ایم ایس سی (ہوم اکنامکس) اور قرآن اکیڈمی لاہور سے رجوع الی القرآن کورس کی فاضلہ کے لیے دینی گھرانے سے (ترجیحاً تنظیم اسلامی سے وابستہ) تعلیم یافتہ شخص کا رشتہ مطلوب ہے۔ برائے رابطہ: 0321-8401700

کالم "تفہیم المسائل" میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جا سکتے ہیں۔

قرآن حکیم کی روشنی پھیل رہی ہے

گزشتہ ماہ تنظیم اسلامی حلقہ بہاولپور وبہاولنگر کے زیر اہتمام تکمیل پانے والے دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام کا مختصر تذکرہ

بہاول نگر شہر میں تقریباً 1996ء سے درس قرآن کا ہفتہ وار سلسلہ مختلف مقامات پر جاری رہا' مگر ظاہری اعتبار سے نتائج نکل نہیں رہے تھے۔ بالآخر امیر حلقہ جناب محمد منیر احمد نے مرکز و مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا۔ جگہ کا انتخاب اور تعمیر کے معاملات شیخ یٰسین کے سپرد کر دیئے گئے' جنہوں نے خاصی محنت کے ساتھ یہ ذمہ داری نبھائی۔ مسجد کا ہال ابھی نماز پڑھنے کے قابل نہیں ہوا تھا کہ رمضان المبارک کا مہینہ آ گیا۔ نماز تراویح کے ساتھ ساتھ ترجمہ و تفسیر بھی شروع کر دی گئی۔ سردیوں کا پورا موسم باہر صحن اور برآمدے میں گزر گیا۔ آہستہ آہستہ نتائج برآمد ہونا شروع ہو گئے۔

اس سال گرمیوں کے آغاز میں امیر حلقہ نے فیصلہ کیا کہ عوامی سطح پر کسی پبلک مقام پر دورۂ ترجمہ قرآن ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے لئے شیخ محمد یٰسین کے تعاون سے بلدیہ لان کا انتخاب کیا گیا' اور مترجم کی ذمہ داری جناب نثار احمد شفیق کو سونپی گئی۔ جنہوں نے اپنی دلنشین گفتگو سے سامعین کو مسحور کر دیا۔ ایک تو کلام اللہ کی اپنی مقناطیسیت اور دوسرا نثار صاحب کا پیارا اور دل نشین انداز' سونے پہ سہاگہ کی کیفیت ہوگئی' جس نے لوگوں کے دلوں کو موہ لیا۔

مذکورہ پروگرام کا آغاز 16 اپریل سے ہوا۔ مغرب کی نماز کے فوراً بعد ترجمہ شروع ہو جاتا اور عشاء کی اذان پر ختم کر دیا جاتا۔ شروع میں اندازہ تھا کہ دو ماہ میں یہ پروگرام مکمل ہو جائے گا۔ اس لئے بلدیہ لان کے استعمال کی اجازت دو ماہ کے لئے حاصل کی گئی' مگر اس عرصہ میں ترجمہ قرآن مکمل نہ ہو سکا۔ اب پروفیسر محمد گلزار نے اپنے کالج کیمپس کو ترجمۂ قرآن کے لئے پیش کر دیا۔ چنانچہ 18 جون کو یہ پروگرام بلدیہ لان سے الحمد کالج آف ایجوکیشن منتقل کر دیا گیا۔

یہ تبدیلی نہایت مفید ثابت ہوئی۔ سامعین کی حاضری میں اضافہ ہو گیا۔ اور جس روز ترجمہ قرآن کا اختتام تھا اُس روز شرکاء کی تعداد تقریباً 400 مرد اور 300 کے لگ بھگ خواتین کی تھی۔ موسم گرما کی شدت کے باوجود لوگوں کا ذوق وشوق بڑھتا ہی گیا۔ عوامی حلقوں کی جانب سے اب بھی یہ تقاضا ہے کہ ترجمہ قرآن دوبارہ شروع کیا جائے۔ موسم کی سختی کے پیش نظر ایک جنریٹر ہر وقت تیار حالت میں رکھا گیا تا کہ بجلی کی بندش میں استعمال کیا جا سکے۔

مذکورہ پروگرام کی کامیابی کا اندازہ ایک اور زاویے سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ 21 مرد حضرات نے اور 21 خواتین نے بیعت فارم کے ذریعے تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔ خواتین کا اسرہ قائم ہو گیا۔ بہاولنگر میں

رپورٹ: محمد اسلم

ندائے خلافت کی کھپت میں 40' میثاق میں 30 اور حکمت قرآن میں 50 کا اضافہ ہو گیا۔ شرکاء کی ایک کثیر تعداد نے سوالنامے کے ذریعے اپنے تاثرات سے بھی آگاہ کیا۔

پروگرام کے دوران لگائے گئے سٹال کے ذریعے سی ڈیز اور کتب فروخت کے لیے پیش کی گئیں۔ جس میں عوام نے خاصی دلچسپی لی' تقریباً بارہ ہزار روپے کی سیل ہوئی۔ اس پروگرام کے دوران تنظیم اسلامی کے تعارفی لٹریچر پر مشتمل 300 پیکٹ تیار کر کے شرکاء میں مفت تقسیم کئے گئے۔ مذکورہ پروگرام کے اختتام پر حاضرین میں شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔

ترجمہ قرآن کے اختتام پر تین روز کے لئے مزید ایک پروگرام ترتیب دیا گیا جس میں لاہور سے مرکزی ناظم دعوت جناب رحمت اللہ بٹر تشریف لائے' آپ نے حاضرین کے سامنے قرآن حکیم کی اساسی دعوت پیش کی۔

جناب رحمت اللہ بٹر 14 جولائی 2006ء بروز جمعۃ المبارک لاہور سے صبح تین بجے بہاول نگر پہنچے۔ آپ نے مسجد جامع القرآن میں خطبہ جمعہ کے موقع پر ایمانیات ثلاثہ پر گفتگو فرمائی۔ بعد نماز مغرب الحمد کالج آف ایجوکیشن میں ''اللہ کا اپنے بندوں سے مطالبہ'' کے عنوان سے اپنا پہلا خطاب کیا۔ اگلی صبح (15 جولائی) بعد نماز فجر آپ کا خطاب مسجد فردوس میں ہوا۔ بعد نماز ظہر جامع مسجد مہاجر کالونی میں اور بعد نماز عصر جامع مسجد الحدیث میں بھی آپ کے خطابات ہوئے۔ ان تمام خطابات میں مختلف حوالوں سے عبادت رب اور شہادت علی الناس کی وضاحت فرمائی اور دن کے اختتام پر بعد نماز مغرب آپ نے الحمد کالج آف ایجوکیشن میں ''اللہ کا اپنے بندوں سے مطالبہ'' کے عنوان سے دوسرا خطاب کیا۔

16 جولائی بعد نماز فجر ہری مسجد قریش میں' بعد نماز ظہر ریلوے جامع مسجد اور بعد نماز عصر مدینہ مسجد المعروف ڈگی والی مسجد میں مولانا کے خطابات ہوئے۔ ان میں بھی بندگی رب' عبادت رب' عبادات' رسومات' مذہب اور دین کے فرق کے موضوعات زیر بحث آئے۔ مولانا نے اپنا تیسرا اور آخری خطاب الحمد کالج آف ایجوکیشن میں ''اللہ کا اپنے بندوں سے مطالبہ'' کے عنوان سے کیا اور واپس لاہور کے لئے روانہ ہو گئے۔

اس سارے پروگراموں کو کامیاب کرنے میں برادرم ریاض شاکر' حافظ محمد مظہر' ملک ممتاز' مقصود احمد' شہزاد خالد اور منصور غوری نے انتھک محنت اور جدوجہد کی۔ دریاں بچھانا' پانی اور روشنی کا انتظام وغیرہ ہر کام احساس ذمہ داری اور لگن کے جذبے سے کیا گیا۔ بلاشبہ ان لوگوں نے خون پسینہ ایک کر کے پروگراموں کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ برادر رضوان عزمی نے بھی اس سلسلے میں بہت محنت کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔ یاد رہے کہ پروگراموں کے آغاز میں بھی اور بٹر صاحب کے خطاب کے اختتام پر بھی ہزاروں کی تعداد میں ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے تھے۔

امیر تنظیم اسلامی کی تنظیم اسلامی کراچی جنوبی کے رفقاء سے ملاقات

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے 28 جولائی بروز جمعہ قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں تنظیم اسلامی کراچی جنوبی کے رفقاء سے ملاقات کی۔ امیر محترم نے تقریباً ساڑھے آٹھ بجے شب کراچی جنوبی کے رفقاء کے ساتھ عشائیہ میں شرکت کی اور بعد نمازِ عشاء رفقاء سے ملاقات کی۔ اس موقع پر ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی اظہر بختیار خلجی صاحب بھی موجود تھے۔ اس پروگرام میں تقریباً 65 رفقاء نے شرکت کی۔ سب سے پہلے مقامی امیر جناب عبداللطیف عقیلی نے اپنے افتتاحی کلمات کہے اور امیر محترم کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں جناب شجاع الدین شیخ نے ایک presentation کے ذریعہ تنظیم اسلامی کراچی جنوبی کا تعارف اور کارکردگی پر مبنی رپورٹ پیش کی۔ امیر محترم نے رپورٹ پر اپنے اطمینان کا اظہار فرمایا اور اسے حوصلہ افزا قرار دیا۔ اس کے بعد مختلف اُمور زیر بحث آئے۔ امیر محترم نے نہایت شفقت کے ساتھ رفقاء کے سوالات کے اطمینان بخش جوابات دیئے۔ تمام رفقاء نے اس پروگرام میں دلچسپی کا اظہار کیا اور اسے بہت سراہا۔ تقریباً رات 12 بجے امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے مسنون دُعا پر اس محفل کا اختتام کیا۔ (رپورٹ: انصار احمد)

حلقہ گوجرانوالہ کے امیر اور ناظم دعوت کا دورۂ پھالیہ

امیر حلقہ گوجرانوالہ جناب شاہد رضا اور ناظم دعوت جناب خادم حسین پھالیہ تشریف لے آئے۔ مسجد مہاجرین ہیلاں روڈ میں جناب شاہد رضا نے سورہ منافقون کی پہلی تین آیات کے حوالے سے بات چیت کی اور بتایا کہ صرف نماز روزہ ادا کر لینے سے دینی تقاضوں کی بجا آوری کا حق ادا نہیں ہوتا بلکہ انسان حقیقی طور پر نفاق سے تبھی بَری ہو سکتا ہے جب وہ ہر قسم کے خطرات کی پروا کیے بغیر جان و مال سے جہاد کرے اور اللہ کے دین کو دنیا پر غالب کرنے کے لیے بالفعل جدوجہد کرے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے قول و فعل کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالے اور پھر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرے۔

مسجدِ مہاجرین کے قریب ہی ''چٹاں والی'' مسجد میں جناب خادم حسین نے سورۂ آل عمران کی آیات 102,103 کے حوالے سے گفتگو کی جن میں تقویٰ اور فرماں برداری اور اتحاد و اتفاق کی تعلیم دی گئی ہے۔

ناظمِ دعوت نے بتایا کہ مومن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول ﷺ کے طریقوں کے مطابق بسر ہوتا ہے۔ اور آج مسلمانوں میں فرقہ واریت اور اُمت مسلمہ کے پارہ پارہ ہونے کی واحد وجہ اللہ کی رسی یعنی قرآنِ مجید کی عظیم اور لاریب تعلیمات سے کنارہ کشی اختیار کر لینا ہے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد یہ حضرات دیگر رفقاء سے ملاقات کے لیے منڈی بہاؤالدین تشریف لے گئے اور ہفتے کی شام کو واپس لوٹے۔

ہفتے کی شب مدنی مسجد میں نمازِ عشاء کے بعد خادم حسین نے ''عظمتِ قرآن اور اِنسانی کردار میں اطاعتِ الٰہی'' کے حوالے سے گفتگو کی۔ اور عظمتِ قرآن کے سلسلے میں وہ مشہور حدیث سنائی کہ اللہ نے اِسی قرآن کو تھام لینے کے باعث قوموں کو عروج' رفعت اور عظمت عطا کی اور اِسی قرآن کو چھوڑ دینے سے قوموں کو ذلیل و رُسوا کر دیا۔ یاد رہے کہ یہ پہلا موقع ہے کہ مدنی مسجد میں رفقائے تنظیم اِسلامی میں سے کسی کو خطاب کا موقع ملا ہے۔ یہ مسجد پھالیہ کی سب سے بڑی مسجد ہے اور تبلیغی جماعت کا مرکز ہے۔

اتوار کے روز شاہد رضا نے نمازِ فجر کے بعد مکی مسجد میں سورہ حٰم السجدہ کی آیات کی تشریح و تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ کی راہ میں جان اور مال کھپا دینے والے اور پھر اِس راہ پر استقامت اختیار کرنے والے ہی آخرت کی حقیقی اور ابدی نعمتوں سے سرفراز کیے جائیں گے۔ اور تمام مشکلات و مصائب کے باوجود دِین پر کاربند رہنے والے لوگ یقیناً اعلیٰ ترین اخروی لذتوں سے ہمکنار ہو کر رہیں گے۔ یہ مسجد بھی تبلیغی جماعت کا مرکز ہے اور اِس میں بھی کسی رفیق تنظیم کو گفتگو کرنے کی اجازت ملنے میں پہلی دفعہ کامیابی ہوئی ہے۔

اِس کے بعد مذکورہ حضرات نے رفقاءِ تنظیم اسلامی اُسرہ پھالیہ کی ہفتہ وار میٹنگ میں شرکت کی اور اُس کی کارکردگی کا جائزہ لیا۔ سب سے پہلے معمول کے مطابق 45 منٹ کے لیے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی ویڈیو کیسٹ کے ذریعے درسِ قرآن سے استفادہ کیا گیا۔ شاہد رضا نے توجہ دلائی کہ رفقاء کی اہم ترین ذمہ داری یہ ہے کہ خود اُن کے اندر درسِ قرآن دینے کی صلاحیت موجود ہو' تا کہ وہ لوگوں کو قرآن سے جوڑ کر تنظیم کی فکر سے آگاہی دلا سکیں اور تمام لوگ ایک وحدت بن کر دین حق کے قیام کے لیے اجتماعی جدوجہد کر سکیں۔ خادم حسین نے زیادہ سے زیادہ حلقہ جاتِ قرآنی قائم کرنے پر زور دیا اور بتایا کہ رفقاء کے مختلف موضوعات پر بار بار بولنے اور ریہرسل کرنے سے اُن کے اندازِ خطابت میں نکھار آتا جائے گا۔ اور وہ ایک باصلاحیت داعی کے طور پر اُبھریں گے۔ اور یقیناً اس طرح لوگ فکر تنظیم سے مانوس ہوتے جائیں گے۔ تقریباً پونے دس بجے صبح مذکورہ حضراتِ گرامی دعا و سلام کے بعد اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ (مرتب: ظفر اللہ خان)

تنظیم اسلامی پنجاب غربی کا ماہانہ دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی پنجاب غربی راولپنڈی کا ماہانہ دعوتی پروگرام جمعۃ المبارک 21 جولائی بعد از نماز مغرب جامع مسجد ابوسفیان میں منعقد ہوا' جس میں دو اُسروں کے رفقاء کے علاوہ کافی تعداد میں احباب نے بھی شرکت کی۔ جناب نوید عباسی نے سورۃ الحج کے آخری رکوع کی روشنی میں عبادت رَبّ' شہادت علی الناس اور اقامت دین کی ضرورت و اہمیت کو بڑے جامع انداز میں بیان کیا۔ نماز عشاء سے قبل دُعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ پروگرام کے لیے مسجد کی انتظامیہ نے ہمارے ساتھ بہت تعاون کیا۔ اللہ انہیں اجر عطا فرمائے۔ آمین! (مرتب: میر اصغر علی)

تنظیم اسلامی بہاولپور کا ماہانہ تنظیمی و تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی بہاولپور کا ماہانہ تنظیمی و تربیتی اجتماع مرکز بہاولپور میں 30 جولائی صبح نو بجے منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا' جس کی سعادت میجر (ر) محمد انور نے حاصل کی۔ صادق پبلک سکول بہاولپور کے لیکچرار جناب غلام حیدر مکھران نے ''نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنا ہی صحیح طرزِ عمل ہے اور یہی راہِ مستقیم ہے۔

اس کے بعد امیر حلقہ جناب منیر احمد نے درس قرآن دیا۔ انہوں نے سورۃ الصف کی آیات 9 تا 14 کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ کے مقصد بعثت کو واضح کیا۔ بارہ بجے کے قریب وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد رفقاء احباب کا تعارف ہوا۔ تعارف کے دوران جناب محمد انور صاحب نے سامعین سے کہا کہ اگر کوئی ساتھی عربی گرامر سیکھنا چاہے تو میں اس کے لیے وقت نکالنے کے لیے تیار ہوں۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے اختتامی گفتگو فرمائی۔ دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام میں تقریباً 40 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ (مرتب: انجینئر غلام مصطفیٰ)

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ ساگز ریسٹورنٹ
ملم جبہ' سوات

9,600 فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور پُرفضا مقام **ملم جبہ** میں قیام و طعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے کھلے' روشن اور ہوادار کمرے' نئے قالین' عمدہ فرنیچر' صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے' اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن' جی ٹی روڈ' امان کوٹ' مینگورہ سوات

فون دفتر: 0946-725056' ہوٹل: 0946-835295' فیکس: 0946-720031

حزب اللہ کی جیت

اسرائیلی حکومت نے جب حزب اللہ کے پتھر کا جواب اینٹ سے دیا' تو اُسے یقین تھا کہ وہ مشرقِ وسطیٰ میں اپنے سب سے مضبوط مخالف کی کمر توڑنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ آخر کہاں جدید ترین اسلحے سے لیس چار لاکھ اسرائیلی فوج اور کہاں ہلکے اسلحے سے لیس چھ سات ہزار چھاپہ مار...... دونوں کے مابین کوئی مقابلہ ہی نہیں تھا۔ اس کے باوجود حزب اللہ کے گوریلوں نے اسرائیلی فوجیوں کی ایسی دھنائی کر ڈالی کہ وہ مدتوں یاد رکھیں گے۔

اسرائیلی حکومت اور فوج' دونوں کو یقیناً اندازہ نہیں تھا کہ حزب اللہ کے مجاہدین اتنی دلیری دکھائیں گے' نیز ان کے پاس جو اسلحہ ہے' وہ اس کا بہترین استعمال کریں گے۔ جدید ترین فلسفہ حرب کے مطابق اسرائیلی فضائیہ نے پہلے لبنان پر اتنی شدید بمباری کی جو حالیہ تاریخ میں دیکھنے کو نہیں ملی۔ اس بمباری نے کسی شے کو نہیں چھوڑا اور عمارتیں' گھر' پل' ہسپتال' سکول' بجلی گھر وغیرہ سب کچھ ملیامیٹ کر دیا۔ اس بمباری کے ذریعے اسرائیل دو مقاصد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اول حزب اللہ کے اسلحہ ڈپو تباہ ہو جائیں' دوم لبنانی شہری حزب اللہ کو مجرم سمجھتے ہوئے اس سے نفرت کرنے لگیں۔ اسرائیلیوں کے دونوں مقاصد پورے نہیں ہوئے۔

جنگ کے آخری دن تک حزب اللہ کے راکٹ اسرائیلی شہروں پر گرتے رہے۔ چونکہ ان میں رہنما نظام نصب نہیں تھا' اس لیے وہ زیادہ جانی و مالی نقصان تو نہیں پہنچا سکے مگر انہوں نے اسرائیلیوں کے قلب و دماغ پر دہشت بٹھا دی۔ لاکھوں اسرائیلی شہریوں نے پہلی بار محسوس کیا کہ عرصہ دراز سے اسرائیلی بمباری کی زد میں آنے والے فلسطینی اور لبنانی مرد' خواتین اور بچے کیسی بھیانک زندگی گزار رہے ہیں۔

یہ تحریر سپردِ قلم ہونے تک لبنانی اور اسرائیلی حکومتوں نے سلامتی کونسل میں پیش کی جانے والی جنگ بندی کی قرارداد منظور کر لی ہے مگر حالات سے لگتا ہے کہ فریقین کے مابین چھوٹی بڑی جھڑپیں جاری رہیں گی۔ اسرائیل کے وزیر تجارت کا کہنا ہے ''اگر لبنان کے کسی بھی گاؤں سے اسرائیل کی طرف ایک پتھر پھینکا گیا' تو جواب میں ہم پتھروں کی بوچھاڑ کر دیں گے۔'' دوسری طرف حزب اللہ نے اعلان کر دیا ہے کہ جب تک لبنان میں ایک اسرائیلی فوجی بھی موجود ہو' تب تک جنگ جاری رہے گی۔

قرارداد کے مطابق اسرائیلی فوج لبنان میں جہاں ہے' وہیں رک جائے گی۔ اس کی جگہ پندرہ ہزار بین الاقوامی فوج اور پندرہ ہزار لبنانی فوج لے لے گی۔ لبنان پر تیس ہزار اسرائیلی فوجیوں نے دھاوا بول رکھا ہے۔ نیز حزب اللہ کو اغوا شدہ اسرائیلی فوجی چھوڑنے پڑیں گے اور خود کو غیر مسلح کرنا پڑے گا۔ تاہم قرارداد میں اس ضمن میں نظام الاوقات نہیں دیا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ تازہ لبنان' اسرائیل جنگ کئی لحاظ سے منفرد ثابت ہوئی۔ اس میں اسرائیلیوں کو اپنے قیام (1948ء) کے بعد پہلی بار حملوں کا مزہ چکھنا پڑا۔ جنگ میں کثیر تعداد میں اسرائیلی شہری ہلاک ہوئے۔ اب تک ہونے والی تمام اسرائیلی جنگوں میں اتنے شہری کبھی نہیں مرے۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ حزب اللہ ایک تنظیم ہے اور اس کے باقاعدہ فوجی بمشکل ایک ہزار ہیں' تب بھی مشرق وسطیٰ کی سب سے زیادہ طاقتور فوج اُسے شکست دینے میں ناکام رہی۔ یہی امر حزب اللہ کو جیت کی خوشی عطا کرتا ہے۔

حزب اللہ کے مجاہدین نے ثابت کر دیا ہے کہ اگر ایمانی جذبہ زندہ سلامت ہو اور انسان کو حق پر ہونے کا یقین ہو' تو کمزور رہتے ہوئے بھی طاقتور ظالم قوت کو شکست دی جا سکتی ہے۔ اس جنگ نے یقیناً مجاہدین کے حوصلے بلند کر دیئے ہیں اور اسرائیلیوں کے پست۔ اب انہیں احساس ہوگا کہ وہ گولی کی مدد سے اپنے فیصلے نہیں منوا سکتے اور علاقے میں بالآخر فلسطینی ریاست کا قیام عمل میں آ کر رہے گا۔

اس جنگ نے نہ صرف مشرق وسطیٰ بلکہ پورے عالم اسلام میں شیعہ سنی کو ایک دوسرے سے قریب کر دیا ہے۔ لبنان میں نہ صرف دونوں فرقوں کے ارکان نے مل جل کر اسرائیلی فوج کا مقابلہ کیا بلکہ کئی اسلامی ممالک نے باہم مل کر اسرائیلی جارحیت کے خلاف آواز بلند کی۔ یہ وقت کا شدید تقاضا ہے کہ تمام مسلمان مل کر اسرائیل سمیت ان تمام طاقتوں کا بھرپور مقابلہ کریں جو اسلام اور اسلامی دنیا کے خلاف سازش کرنے میں مصروف ہیں۔

بنگلہ دیش کا اظہار ناراضی

انتہا پسند ہندو جماعت' بھارتیہ جنتا پارٹی پاکستان اور بنگلہ دیش کے سلسلے میں جو مکروہ عزائم رکھتی ہے' وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ حال ہی میں اس کے سربراہ' رجن ناتھ سنگھ نے ایک بیان میں بھارتی حکومت پر زور دیا کہ بین الاقوامی برادری کو اعتماد میں لے کر وہ پاکستان اور بنگلہ دیش پر حملہ کر دے تاکہ وہاں قائم ''دہشت گردی کے مراکز'' ختم کیے جا سکیں۔

اس بیان پر بنگلہ دیشی حکومت نے فوراً اظہار ناراضی کیا ہے۔ اس کی وزارت خارجہ کے ترجمان نے اپنے بیان میں کہا: ''بھارتیہ جنتا پارٹی بھارت کی ایک اہم جماعت ہے اور اس کے سربراہ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اس قدر غیر ذمہ دارانہ بیان دیں۔ بنگلہ دیش کو اس بیان سے بہت صدمہ پہنچا ہے اور یہ دونوں ممالک کے مابین تعلقات خراب کر سکتا ہے۔ بھارتی حکومت کو چاہیے کہ وہ اپنی جماعتوں کو ایسے اشتعال انگیز بیانات دینے سے روکے۔''

عراق میں فسادات جاری ہیں

بدقسمت اسلامی ملک عراق مسلسل بدامنی کی لپیٹ میں ہے۔ ہر روز وہاں فائرنگ اور بم دھماکوں کی زد میں آ کر کئی عراقی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ جب سے امریکی فوج نے عراق میں ڈیرے جمائے ہیں' وہاں خون کی ایسی خوفناک بارش شروع ہوئی ہے جو تھمنے کا نام نہیں لے رہی۔ شاید وجہ یہ ہے کہ یہ بارش خود امریکا کی پیدا کردہ ہے۔

امریکیوں نے عراق میں قدم جمانے کے لیے شیعہ اور سنیوں کے مابین اتنی غلط فہمیاں پیدا کر دی ہیں کہ وہ ختم ہونے کو نہیں آ رہیں۔ ان کی یہ حکمت عملی کہ' دوسروں کو لڑاؤ اور خود حکومت کرو' بہت کامیاب رہی ہے۔ عراقی' سنی اور شیعہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ امریکی چالیں سمجھ جائیں ورنہ عراق کو ٹوٹنے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ سننے میں آ رہا ہے کہ عراق کو سنی' شیعہ اور کرد ریاستوں میں تقسیم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

ایران کی دھمکی

ایرانی حکومت بار بار اعلان کر رہی ہے کہ وہ یورینیم کی افزجنٹ ہرگز نہیں روکے گی۔ یاد رہے کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے اُسے 31 اگست تک افزودگی روکنے کا کہہ رکھا ہے۔ اگر ایرانی حکومت نے ایسا نہ کیا' تو اس پر سیاسی و معاشی پابندیاں لگا دی جائیں گی۔

ایرانی حکومت کا کہنا ہے کہ ایٹمی توانائی کو پرامن مقاصد کے لیے استعمال کرنا اس کا حق ہے۔ اگر اُسے یہ حق استعمال نہ کرنے دیا' تو وہ انٹرنیشنل اٹامک انرجی کمیشن کی رکنیت چھوڑ دے گی۔ مبصرین کا خیال ہے کہ ایران پر عائد کی جانے والی ان پابندیوں کا ایران پر کوئی خاص اثر نہیں پڑے گا۔

صومالیہ: اسلامی ملیشیا کا مزید علاقوں پر قبضہ

اسلامی ملیشیا نے ملک میں پیش قدمی کرتے ہوئے مزید کئی علاقوں کا کنٹرول سنبھال لیا ہے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق حکومت میں ایتھوپیا کے حمایتی نئے گورنر کی تعیناتی کے ساتھ ہی لڑائی تیز ہو گئی' بلدی وان گاؤں پر اسلامی ملیشیا نے دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔

افغان جنگ طول پکڑ رہی ہے' برطانوی کمانڈر

نیٹو فورسز کے برطانوی کمانڈر ڈیوڈ رچرڈ نے کہا کہ افغانستان میں جاری لڑائی طویل ہو رہی ہے۔ اس طرح کی صورتحال دوسری جنگ عظیم اور کورین جنگوں میں رہی تھی۔ افغانستان میں لڑائی تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ برطانوی فوج دوسری جنگ عظیم کے بعد افغانستان میں اس وقت سب سے مشکل اور لمبی جنگ لڑ رہی ہے۔ ڈیوڈ رچرڈ نے کہا کہ صوبہ ہلمند میں کچھ برطانوی فوجیوں کو ہٹا کر وہاں افغان فورسز کو رکھا جائے۔ صوبہ ہلمند میں اس وقت 4 ہزار برطانوی فوجی تعینات ہیں جن میں اضافہ کا امکان ہے۔ اس کے علاوہ کابل اور قندھار میں بھی برطانوی فوج موجود ہے۔

جو خواب پورا نہ ہو سکا

محمد خالد حمید

پاکستان‘ جس کے لیے لاکھوں مسلمانوں کی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا گیا۔ کروڑوں مسلمان ہندوستان سے ہجرت کر کے‘ گھر بار‘ جائیداد‘ مال مویشی ہندوستان میں چھوڑ کر مملکت خداداد میں آ کر بسے۔ صرف اس لئے کہ یہاں آزادی سے زندگی بسر کر سکیں گے اور اسلامی نظام نافذ ہو گا۔ لیکن افسوس کہ یہ خواب پورا نہ ہو سکا‘ ہم اسلامی تعلیمات سے دور ہوتے چلے گئے۔

پتنگ بازی ہی کو لے لیں‘ بسنت ہندوؤں کا تہوار ہے اور ایک گستاخ رسول ﷺ کی یاد میں اس کی موت کے دن‘ ایک میلے کی شکل میں منایا جاتا ہے۔ اب جبکہ ہمارے ہاں پتنگ بازی کو قومی اور ثقافتی رنگ میں منانے پر زور دیا گیا ہے جو کہ کسی بھی صورت میں ہمارا ثقافتی اور نہ ہی قومی کھیل ہے۔ یہ تو سراسر گھاٹے کا سودا ہے۔ ایک تو گستاخ رسول کی پیروی کی بناء پر گناہ گار ہوتے ہیں اور دوسری طرف غیر مسلموں کی روایت کو اجاگر کرتے ہیں۔ مزید برآں اس میں وقت‘ پیسہ اور سب سے بڑھ کر قیمتی جانوں کا زیاں ہوتا ہے۔ یہ پتنگ بازی کو صنعت قرار دینے والے ذرا سوچیں کہ اس طرح تو پھر شراب کشیدگی‘ جوا‘ ڈاکہ زنی اور جسم فروشی سے بھی ہزاروں افراد کی روزی وابستہ ہے‘ ان کو بھی صنعت کا درجہ دیا جانا چاہیے۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی بے بس نظر آتے ہیں کیونکہ مقتدر حضرات اس شغل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ انہی کی شہ پر یہ خونی کھیل کھیلا جاتا ہے۔ اس پر ظلم کہ کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہ کبھی ہوئی ہے اور نہ ہی ہو سکتی ہے‘ بلکہ عوام بالخصوص غرباء ہی دونوں اطراف سے پستے جا رہے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مغربی ممالک‘ امریکہ‘ آسٹریلیا وغیرہ میں سے کسی بھی ملک میں اس طرح سرکاری سطح پر ہماری مذہبی یا ثقافتی رسم و رواج کو اپنایا گیا چہ جائیکہ اسلامی اقدار کو اپنائیں۔ غیر مسلم تو ہماری رسم و رواج پر نہ صرف پابندیاں عائد کرنے پر تلے ہوئے ہیں بلکہ مسلمانوں کو دہشت گرد کہتے ہوئے ہمارے علماء کو چن چن کر قتل کرتے جا رہے ہیں۔ اسلامی اقدار کو اپنانا تو دور کی بات ہے‘ مسلم ممالک بالواسطہ اور بلاواسطہ اپنی اسلام دشمن پالیسیاں مسلط کرتے جا رہے ہیں۔ مزید برآں کہ مسلمانوں میں سے ہی میر جعفر‘ میر صادق ڈھونڈ کر اپنے ناپاک مقاصد پورے کروا رہے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اُن کی تہواروں کو اپنا رہے ہیں‘ غیر مسلموں کے رسم و رواج اور گمراہ کن کلچر کو اختیار کر رہے ہیں۔

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے — زیر اہتمام

قرآن کالج

191 - اتاترک بلاک‘
نیو گارڈن ٹاؤن‘ لاہور
فون: 5833637

علمِ دین اور فکرِ حاضر کے امتزاج کی ایک منفرد کوشش

خصوصیات:

- عربی اور انگریزی کی پختہ اساس
- قرآن کے انقلابی فکر کا تعارف
- تفسیر‘ حدیث اور فقہ کے اصول
- اور ان کے ساتھ ساتھ

جدید سیاسیات اور اقتصادیات کا گہرا فہم!

(نوٹ) ایف اے سال اول میں داخلے شروع ہیں

ڈاکٹر اسرار احمد
صدر مؤسس‘ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
36K - ماڈل ٹاؤن‘ لاہور (فون: 3-5869501)

سکول و کالج کے طلبہ و طالبات کے لئے دین اسلام کو سمجھنے کا نادر موقع

دنیائے اسلام کے دو عظیم سکالر شیخ علی طنطاوی اور ڈاکٹر اسرار احمد کی کتب سے ماخوذ
ادارہ فہم دین کے مرتب کردہ خط و کتابت کورسز کا مطالعہ کیجیے۔ اس سلسلے کا پہلا کورس

اسلام کیا ہے

- عقل و درایت اور شعور و حکمت کے حوالے سے دین فطرت کی حقانیت
- نفسیات انسانی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نئے انداز میں توحید باری تعالیٰ کا اثبات
- انسان کا نفس طبعاً آزادی پسند ہے اور دین اس کی آزادی محدود کر دیتا ہے؟
- گناہ کسی قسم کا بھی ہو انسان کو پُر لطف معلوم ہوتا ہے۔ کیوں؟

☆ مختصر سوالات ☆ آسان اسلوب ☆ ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ☆ دس پیپر

کورس فیس 200 روپے (نوٹ: مستحق طلباء و طالبات کے لیے 50% تک رعایت

فہم دین خط و کتابت کورسز

جامع مسجد رحمۃ للعالمین نذیر پارک‘ سٹریٹ نمبر 1‘ نزد جنرل ہسپتال‘ غازی (ڈیفنس) روڈ‘
ڈاک خانہ اسماعیل نگر‘ لاہور۔ 54760 موبائل: 0301-4870097

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 30

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Fake Terror Plot upon Plots

For almost five years now, we have been deliberately denied the answers to the very basic questions about the events of Sept. 11, 2001. There is no rational mind that has not asked those questions and asked for more details. The news of a terrorist plot against America-bound airliners from London called up feelings of distrust that are never all that far below the surface.

There is nothing rational minds want more than knowing what really happened on 9/11, who were really behind the 7/7 attacks on London, and the details of the terror plot in Toronto. The truth is that keeping the very basic principles of Islam about engaging in war, it is beyond imagination that a true believers would feel it is a fine thing to forfeit their own lives and the lives of innocents in order to make the world notice their anger and frustration. This is absolutely unbelievable and impossible, particularly from those who are so willing to sacrifice their lives for Islam. How can they go against the fundamental rules of engaging in war, where Muslims are not even allowed to harm trees and animals, let alone innocent civilians?

Resistance against the occupiers and oppressors is one thing, but taking lives of innocent civilians in a passenger plane, or a train, or a bus is quiet another. Even impartial reports from Israel show that most of the targets of the attacks have been buses and bus stops where Israeli military personnel used to travel of gather. Not harming civilians is a point on which all Muslims are absolutely undivided. It is one matter about which Shia's and Sunnis and almost everyone else feel no irony or cynicism whatsoever.

The secrecy around terror plots and lack of details about what actually happened in each case further exacerbate the situation for Muslims around the world. Just yesterday, Gallup released a new poll which finds that many Americans -- what it calls "substantial minorities" – harbor negative feelings or prejudices against people of the Muslim faith". Nearly one in four Americans, 22%, say they would not like to have a Muslim as a neighbour. In such an environment, the story of a new terror plot comes like a punch to the gut, particularly when the world knows that they won't be able to see any evidence incriminating the suspects at all. How shocking, for example, it must be for those who died in Afghanistan and who are still reeling under American occupation, to know that FBI says it doesn't have any evidence about Osama bin Laden's involvement in the 9/11 attacks. But, wasn't that the primary justification for a war on Afghanistan?

What the world needs is clear, irrefutable evidence at the very least in just once terror plot to save it from people such as Bush and Blair who blatantly use the public's trauma for political gain. Plot after plot, the questions remain. Rational minds never get used to this. It never feels like business as usual at all. The consequence in terms of dividing the people, as Muslims and non-Muslims, are horrible. Therefore, the cases of terrorism plots must not be treated in secrecy. Let the world see the evidence, otherwise in the wake of overwhelming evidence to the contrary, such as in the case of 9/11, all the stories of plot after plots are going to back fire sooner than later.

Instead of the Pakistani president's and his American and British backers' scoring cheap points as a result of new terror plot, here is what we want to do. We want to understand as much as possible see convincing evidence of what the suspects were planning. To answer the lingering questions about 9/11 and 7/7. To understand the reality behind the smoke screens that devout Muslims and new converts hatched terrorist plot when we know that Islam doesn't allow killing innocent civilians – not even in the heat of war.

Even if we keep Islamic principles against killing innocent civilians aside and agree with the official conspiracy theories of 9/11 and 7/7, it doesn't make any sense for Muslims at all to plan a plot which is counter productive to the cause of Muslims at large. How would a rational and sound mind approve sacrificing one's life in a plot similar to 9/11, which resulted in occupation of two Muslim countries and loss of countless lives? There is so much more behind the headlines of terror plots that we need to understand in the context of who is actually benefiting from these plot after plots.

It would be a blessed moment in the world history if we could demand answers to the lingering questions about 9/11, 7/7 and other terrorist plots and force the concerned governments to release the evidence about Muslims involvement. The absence of answers and evidence will prove that the plots were fake and the real culprits remained at large and at the helms of affairs for plotting new opportunities to maintain the status quo – total control at home and absolute dominance abroad.